شمارہ نمبر ۱۶-

Regd No: P. GDP-3 Phone No. 35

Rigistered with the registrar of News Paper for India at No. R.N. 61 57

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY BADR QADIAN

پیشوایانِ مذاہب نمبر

فرزان احمد خان

"یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت و عظمت بٹھادی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی۔ اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا۔ اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آگئی ہے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔"

(تحفہ قیصریہ صفحہ، تصنیف مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام)

ادارۂ تحریر

ایڈیٹر: خورشید احمد انور

نائب: جاوید اقبال اختر

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان۔!!

ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ مالک:- صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان

پیشوایانِ مذاہب نمبر

بابت

۲ رجب ۱۴۰۴ ھ

(مُطابق)

۵ شہادت ۱۳۶۳ ہش

۵ اپریل ۱۹۸۴ء

جلد	۳۳	شمارہ	۱۴

شرحِ چندہ

سالانہ	۳۶ روپے
ششماہی	۱۸ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک	۱۲۰ روپے
فی پرچہ	۷۵ پیسے
اشاعتِ خصوصی	

اداریہ

بانیانِ مذاہب کی عزّت وتکریم اور جلالتِ شان!

بانیانِ مذاہب کی عزّت وتکریم اور جلالتِ شان جسے ہم نے آج کے اِس نوٹ کی زینت بنایا ہے ایک ایسا اہم اور مذہبی معاملہ ہے کہ جب تک عصمتِ انبیاء کا احترام اور اُن سب کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے اپنے وقت پر اور اپنی اپنی قوم کے لئے پیغامبر نہ سمجھا جائے اُس وقت تک عالمگیر سطح پر مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان صُلح کاری اور امن کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔ اب اِس بات کا جائزہ لینا ہے کہ مختلف مذاہب نے اِس اہم مسئلہ پر کس حد تک توجّہ دلائی ہے۔ خدا تعالیٰ نے جہاں ہر زمانہ میں گمراہ قوم کی اِصلاح کے لئے اپنے فرستادے مبعوث فرمائے وہاں ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ انسان کی پیدائش کی اصل غرض خدا تعالیٰ کی بندگی اور عبادت بجالانا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:-

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (سورہ نحل ع ۵)

بے شک ہم نے ہر قوم میں اپنا رسُول مبعوث کیا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور شیطان سے بچیں۔

یعنی ہر نبی جو اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا رہا وہ یہی پیغام لاتا رہا کہ پیدائشِ انسانی کا مقصد خدا تعالیٰ کی عبادت اور شیطانی حملوں سے بچنا ہے۔ ظاہر ہے جو قوم خدا تعالیٰ کی بندگی کی طرف راغب ہو جاتی ہے وہ کسی سے نفرت کر ہی نہیں سکتی۔ اُس کا ماٹو صرف اور صرف یہی ہوگا کہ LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں۔ جماعتِ احمدیہ نے جُملہ پیشوایانِ مذاہب کی عزّت وتکریم اور اُن کو اُن کا صحیح مقام دلانے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے جس کی مثال کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اپنی ساری زندگی اسی جدوجہد میں گزاری اور اپنی جماعت کے لئے بھی اِس صُلح کاری اور امن پسندانہ اُصول کو پیش کرکے بنی نوع انسان کی عظیم خدمت کی کہ زمین کے کناروں تک مبعوث ہونے والے وہ تمام رہنما اور پیشوا جن پر مختلف زمانوں اور مختلف اقوام اور ممالک میں خدا تعالیٰ کا الہام نازل ہوتا رہا ان سب کو متفقہ طور پر تمام مذہبی لوگ سچا یقین کرلیں۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:-

"یہ اُصول نہایت صحیح اور نہایت مُبارک اور باوجود اس کے صُلح کاری کی بُنیاد ڈالنے والا ہے کہ ہم ایسے تمام نبیوں کو سچے نبی قرار دیں جن کا مذہب جڑ پکڑ گیا اور عُمر پا گیا۔ اور کروڑہا لوگ اُس مذہب میں آگئے۔ یہ اُصول نہایت نیک اُصول ہے۔ اور اگر اِس اصل کی تمام دُنیا پابند ہو جائے تو ہزاروں فساد اور توہین مذہب جو مخالف امن عامہ خلائق ہیں اُٹھ جائیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ کسی مذہب کے پابندوں کو ایک ایسے شخص کا پیرو خیال کرتے ہیں جو اُن کی دانست میں دراصل وہ کاذب اور مُفتری ہے تو وہ اس خیال سے بہت سے فتنوں کی بُنیاد ڈالتے ہیں۔ اور وہ ضرور توہین کے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔" (تحفہ قیصریہ صفحہ ۶، ۷)

پس روحانی و مذہبی پیشوا خواہ کسی مذہب کا ہو اس کی عزّت وتکریم لازم ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد خلفائے احمدیت بھی اسی اُصول پر کاربند ہیں۔ اور اتحاد بین المذاہب کے سلسلہ میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے ہمیشہ پیش قدمی ہی رہی ہے۔ چنانچہ جماعتِ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کی تکمیل اور ایک سٹیج پر تمام مذاہب کو اکٹھا کرکے پیشوایانِ مذاہب کی عزّت وتکریم اور جلالتِ شان کے ذکر کے لئے ہر سال جلسہ پیشوایانِ مذاہب منعقد کرتی ہے۔ اور جملہ مذاہب کے عُلماء کرام کو دعوت دیتی ہے کہ وہ تشریف لاکر اپنے پیشوا و رہنما کو خراجِ عقیدت پیش کریں۔ اور اُن کے حالات وتعلیمات کو پیش کریں تا آپس کی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو کر بین المذاہب اتحاد اور یک جہتی کو فروغ دیا جاسکے۔ لیکن تالی ہمیشہ دو ہاتھوں سے بجا کرتی ہے کبھی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی۔ جماعتِ احمدیہ اپنی طرف سے حتی المقدور کوشش کر رہی ہے لیکن جب تک دیگر مذاہب کے پیروکار بلکہ مذہبی اور حکومتی سطح پر اِس اہم اُصول کی طرف توجّہ نہ دی گئی اور جماعتِ احمدیہ کی طرح دیگر مذاہب والے بھی جملہ بانیانِ مذاہب کی عزّت و ناموس کی حفاظت اور جلالتِ شان کے لئے کوشاں نہیں ہوتے صُلح کاری کی بنیاد نہیں پڑ سکتی۔ اور نہ ہی امن قائم ہو سکتا ہے۔ پس اِس زمانہ میں ضرورت اِس امر کی ہے کہ ایک خدا کو ماننے والی اور اس کے کروڑہا احسانوں تلے زندگی گزارنے والی یہ مخلوق خوفِ خدا مدِّ نظر رکھتے ہوئے اُسی خدا کے آستانہ پر جُھکے اور اُسی کو اپنا حقیقی معبود سمجھ کر آپسی مذہبی اختلافات دُور کر دیئے جائیں۔ یہ سچ ہے ؎

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بَیر رکھنا ٭ ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

(جاوید اقبال اختر قائم مقام ایڈیٹر بدر)

پیشوایانِ مذاہب کا احترام

ایکُ ہی خالق ہے اِس دُنیا کا ربّ العالمیں — جس نے ہیں پیدا کیے یہ آسماں اور یہ زمیں
گلشنِ انسانیت کے پھول ہیں سارے حسیں — آدمی کو آدمی پر کوئی فوقیّت نہیں
ذات و قومیّت نہ دولت ہے سے تفضیلِ بشر — اور نہ ہے رنگت بدن کی وجہِ تذلیلِ بشر
حق تعالیٰ کی نظر میں ہے بشر اکرم وہی — زُہد و تقویٰ میں بسر ہو جس کی ساری زندگی
پیشوایانِ مذاہب کا کریں سب احترام — سب کے لئے عزّت واکرام سے لیں اُن کا نام
اِبتدا سے انبیاء ہر قوم میں آتے رہے — اپنی اپنی قوم کی اِصلاح فرماتے رہے

ہر نبی کے صدق پر ایمان لانا فرض ہے
یہ حقیقت ساری دُنیا کو بتانا فرض ہے

★ از محترم محمد صدیق صاحب امرتسری

اخبارِ احمدیہ

قادیان یکم شہادت (اپریل)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں مورخہ ۸۴-۳-۳۰ کو ربوہ سے قادیان پہنچنے والے ایک مہمان کی زبانی ملنے والی اطلاع مظہر ہے کہ:-

"حضور پُر نور خُدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔" الحمد للہ۔

احباب اپنے جان و دل سے عزیز آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عُمر اور مقاصدِ عالیہ میں قائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دُعائیں کرتے رہیں۔

قادیان یکم شہادت (اپریل)۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارہ میں روزنامہ الفضل مجریہ ۸۴-۳-۱۵ کے ذریعہ موصولہ تازہ اطلاع مظہر ہے کہ "عام طبیعت بفضلہ تعالیٰ پہلے سے بہتر ہے"۔ احباب حضرت سیدہ ممدوحہ کی کامل وعاجل شفایابی اور درازیٔ عمر کے لئے بھی دعائیں جاری رکھیں۔

● محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ و جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

مختلف قوموں کے نبیوں اور رسولوں کو توہین سے یاد کرنا اور اُن کو گالیاں دینا ایک ایسی زہر ہے

کہ نہ صرف انجام کار جسم کو ہلاک کرتی ہے بلکہ رُوح کو بھی ہلاک کرکے دین اور دُنیا کو تباہ کرتی ہے

اِرشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"اے عزیزو!! قدیم تجربہ اور بار بار کی آزمائش نے اِس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ مختلف قوموں کے نبیوں اور رسولوں کو توہین سے یاد کرنا اور اُن کو گالیاں دینا ایک ایسی زہر ہے کہ نہ صرف انجام کار جسم کو ہلاک کرتی ہے بلکہ رُوح کو بھی ہلاک کرکے دین اور دُنیا دونوں کو تباہ کرتی ہے۔ وہ ملک آرام سے زندگی بسر نہیں کر سکتا جس کے باشندے ایک دوسرے کے رہبرِ دین کی عیب شماری اور ازالہ حیثیت عرفی میں مشغول ہیں۔ اور اُن قوموں میں ہرگز سچا اتفاق نہیں ہو سکتا جن میں سے ایک قوم یا دونوں ایک دوسرے کے نبی یا رشی اور اوتار کو بدی یا بدزبانی کے ساتھ یاد کرتے رہتے ہیں۔ اپنے نبی یا پیشوا کی ہتک سُن کر کس کو جوش نہیں آتا۔ خاص کر مسلمان ایک ایسی قوم ہے کہ وہ اگرچہ اپنے نبی کو خدا یا خدا کا بیٹا تو نہیں بناتی مگر آں جناب کو اُن تمام برگزیدہ انسانوں سے بزرگ تر جانتے ہیں کہ جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے۔ پس ایک سچے مسلمان سے صلح کرنا کسی حالت میں بجز اس صورت کے ممکن نہیں کہ اُن کے پاک نبی کی نسبت جب گفتگو ہو تو بجز تعظیم اور پاک الفاظ کے یاد نہ کیا جائے۔

اور ہم لوگ دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بدزبانی نہیں کرتے بلکہ ہم یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس قدر دُنیا میں مختلف قوموں کے لئے نبی آئے ہیں اور کروڑہا لوگوں نے اُن کو مان لیا ہے اور دُنیا کے کسی ایک حصّہ میں اُن کی محبت اور عظمت جاں گزین ہو گئی ہے اور ایک زمانہ دراز اِس محبت اور اعتقاد پر گذر گیا ہے تو بس یہی ایک دلیل اُن کی سچائی کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ اگر وہ خدا کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ قبولیت کروڑہا لوگوں کے دلوں میں نہ پھیلتی۔ خدا اپنے مقبول بندوں کی عزت دوسروں کو ہرگز نہیں دیتا اور اگر کوئی کاذب اُن کی کرسی پر بیٹھنا چاہے تو جلد تباہ ہوتا اور ہلاک کیا جاتا ہے۔

اِسی بناء پر ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور اُس کے رشیوں کو بزرگ اور مقدس سمجھتے ہیں اگرچہ ہم دیکھتے ہیں کہ وید کی تعلیم پُورے طور پر کسی فرقے کو خدا پرست نہیں بنا سکی اور نہ بنا سکتی تھی۔ اور جو لوگ اس ملک میں بت پرست یا آتش پرست یا آفتاب پرست یا گنگا کی پوجا کرنے والے یا ہزارہا دیوتاؤں کی پوجاری یا جین مت یا شاکت مت والے پائے جاتے ہیں وہ تمام لوگ اپنے مذاہب کو وید ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور وید ایک ایسی مجمل کتاب ہے کہ یہ تمام فرقے اُسی میں سے اپنے اپنے مطلب نکال لیتے ہیں۔ تاہم خدا کی تعلیم کے موافق ہمارا پختہ اعتقاد ہے کہ وید انسان کا افترا نہیں ہے انسان کے افترا میں یہ قوت نہیں ہوتی کہ کروڑہا لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے۔ اور پھر ایک دائمی سلسلہ قائم کر دے۔ اور اگرچہ ہم نے وید میں پتھر کی پرستش کا ذکر تو کہیں نہ پڑھا لیکن بلاشبہ اگنی وایو اور جل اور چاند اور سُورج وغیرہ کی پرستش سے وید بھرا ہوا ہے اور کسی شرتی میں اُن چیزوں کی پرستش کے لئے ممانعت نہیں۔ اب اس کا کون فیصلہ کرے کہ دوسرے تمام قدیم فرقے ہندوؤں کے جھوٹے ہیں اور صرف نیا فرقہ آریوں کا سچا اور جو لوگ وید کے حوالہ سے اُن چیزوں کی پرستش کرتے ہیں اُن کے ہاتھ میں یہ دلیل پختہ ہے کہ اُن چیزوں کی پرستش کا وید میں صریح ذکر ہے اور ممانعت کہیں بھی نہیں۔ اور یہ کہنا کہ یہ سب پرمیشر کے نام ہیں۔ ہنوز یہ ایک دعویٰ ہے کہ جو ابھی اس ثالث سے طے نہیں ہوا۔ اور اگر طے ہو جاتا تو کچھ وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ بڑے بڑے پنڈت بنارس اور دوسرے شہروں کے آریوں کے عقیدوں کو قبول نہ کرتے باوجود تیس پینتیس برس کی کوششوں کے بہت ہی کم ہندوؤں نے آریہ مذہب اختیار کیا ہے اور بمقابلہ سناتن دھرم اور دوسرے ہندو فرقوں کے آریہ مذہب والے اس قدر تھوڑے ہیں کہ گویا کچھ بھی نہیں اور نہ اُن کا دوسرے ہندو فرقوں پر کوئی وسیع اثر ہے۔ ایسا ہی جو نیوگ کی تعلیم وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے، یہ بھی وہ امر ہے جو انسانی غیرت اور شرافت اس کو قبول نہیں کرتی۔ لیکن جیسا کہ ہم ابھی بیان کیا ہے ہم قبول نہیں کر سکتے کہ درحقیقت یہ وید کی تعلیم ہے۔ بلکہ ہماری نیک ظنی بڑے زور سے ہمیں اس بات کی طرف مائل کرتی ہے کہ ایسی تعلیمیں کسی نفسانی غرض سے بعد میں وید کی طرف منسوب کی گئی ہیں اور چونکہ وید پر ہزارہا برس گذر گئے ہیں اس لئے ممکن ہے کہ مختلف زمانوں میں بعض وید کے بھاشکاروں نے کئی قسم کی کمی بیشی کر دی ہو۔ بہرحال ہمارے لئے وید کی سچائی کی یہی ایک دلیل کافی ہے کہ آریہ ورت کے کئی کروڑ انسان ہزارہا برسوں سے اس کو خدا کا کلام جانتے ہیں۔ اور ممکن نہیں کہ یہ عزت کسی ایسے کلام کو دی جائے جو کسی مفتری کا کلام ہے۔

اور پھر جبکہ ہم باوجود ان تمام مشکلات کے خدا سے ڈر کر وید کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور جو کچھ اس کی تعلیم میں غلطیاں ہیں وہ وید کے بھاشکاروں کی غلطیاں سمجھتے ہیں تو پھر قرآن شریف جو اوّل سے آخر تک توحید سے بھرا ہوا ہے اور کسی جگہ اس میں سُورج اور چاند وغیرہ کی پرستش کی تعلیم نہیں کی بلکہ صاف لفظوں میں فرمایا ہے لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ۔ یعنی نہ سُورج کی پرستش کرو اور نہ چاند کی اور نہ کسی اور مخلوق کی۔ اور اُس کی پرستش کرو جس نے تمہیں پیدا کیا۔ علاوہ اس کے قرآن شریف خدا کے قدیم نشانوں اور تازہ نشانوں کی گواہی اپنے ساتھ رکھتا ہے اور خدا کا وجود دِکھلانے کے لئے ایک آئینہ ہے۔ کیوں وحشیانہ طور سے اس پر حملے کئے جاتے ہیں اور کیوں وہ معاملہ ہم سے نہیں کیا جاتا جو ہم آریہ صاحبوں سے کرتے ہیں۔ اور کیوں دشمنی اور عداوت کا تخم ملک میں بویا جاتا ہے۔ کیا اُمید کی جاتی ہے کہ اس کا نتیجہ اچھا ہوگا۔ کیا یہ نیک معاملہ ہے کہ ایک شخص جو پھول دیتا ہے اس پر پتھر پھینکا جائے۔ اور جو دُودھ پیش کرتا ہے اس پر پیشاب گرایا جائے۔

اگر اس قسم کی صلح تام کے لئے ہندو صاحبان اور آریہ صاحبان طیار ہوں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا نبی مان لیں اور آئندہ توہین اور تکذیب چھوڑ دیں تو میں سب سے پہلے اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے پر طیار ہوں کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہوں گے اور وید اور اس کے رشیوں کا تعظیم اور محبت سے نام لیں گے۔ اور اگر ایسا نہ کریں گے تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہوگی، ہندو صاحبوں کی خدمت میں ادا کریں گے۔ اور اگر ہندو صاحبان دِل سے

"جھوٹے نبی کا مذہب جڑ نہیں پکڑتا اور نہ عمر پاتا ہے"
(تحفہ قیصریہ صفحہ ۸)

پیشکش: گلوب ربر مینوفیکچررس ۲۳ راجندرا سرانی۔ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
فون: 27-0441
گرام: "GLOBEXPORT"

ہمارے ساتھ صفائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھ کر اس پر دستخط کر دیں اور اس کا مضمون بھی یہ ہوگا کہ ہم حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کو سچا نبی اور رسول سمجھتے ہیں اور آئندہ آپ کو ادب اور تعظیم کے ساتھ یاد کریں گے جیسا کہ ایک ماننے والے کے مناسب حال ہے۔ اور اگر ہم ایسا نہ کریں تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہوگی احمدی سلسلہ کے پیشرو کی خدمت میں پیش کریں گے۔ یاد رہے کہ ہماری احمدی جماعت اب چار لاکھ سے کچھ کم نہیں ہے۔ اِس لئے ایسے بڑے کام کے لئے تین لاکھ روپیہ چندہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اور جو لوگ ہماری جماعت سے ابھی باہر ہیں دراصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں ہیں جو اُن کے نزدیک واجب الاطاعت ہے۔ اس لئے میں ان کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ابھی تو وہ لوگ مجھے بھی کافر اور دجّال قرار دیتے ہیں۔ لیکن میں اُمید رکھتا ہوں کہ جب ہندو صاحبان میرے ساتھ ایسا معاہدہ کرلیں گے تو یہ لوگ بھی ہرگز ایسی بیجا حرکت کے مرتکب نہیں ہوں گے کہ ایسی مہذب قوم کی کتاب اور رِشیوں کو بُرے الفاظ سے یاد کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دلائیں۔ ایسی گالیاں تو درحقیقت انہیں لوگوں کی طرف سے منسوب کی جائیں گی جو اِس حرکت کے مرتکب ہوں گے۔ اور چونکہ ایسی حرکت حیا اور شرافت کے برخلاف ہے اِس لئے میں اُمید نہیں رکھتا کہ اس معاہدہ کے بعد یہ لوگ، اپنی زبان کھولیں۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ معاہدہ کی تحریر کو پختہ کرنے کے لئے دونوں فریق کے دس دس ہزار سمجھدار لوگوں کے اس پر دستخط ہوں۔

پیارو!! صلح جیسی کوئی بھی چیز نہیں۔ آؤ ہم اس معاہدہ کے ذریعہ سے ایک ہو جائیں اور ایک قوم بن جائیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ باہمی تکذیب سے کس قدر پھوٹ پڑ گئی ہے۔ اور مُلک کو کس قدر نقصان پہنچتا ہے۔ آؤ اب یہ بھی آزمالو کہ باہمی تصدیق کی کس قدر برکات ہیں۔ بہترین طریق صلح کا یہی ہے۔ ورنہ کسی دُوسرے پہلو سے صلح کرنا ایسا ہی ہے کہ جیسا کہ ایک پھوڑے کو جو شفاف اور چمکتا ہوا نظر آتا ہے اسی حالت میں چھوڑ دیں۔ اور اس کی ظاہری چمک پر خوش ہو جائیں حالانکہ اس کے اندر سڑی ہوئی اور بدبودار پیپ موجود ہے۔

مجھے اِس جگہ ان باتوں کے ذکر کرنے سے کچھ غرض نہیں کہ وہ نفاق اور فساد جو ہندو اور مُسلمانوں میں آج کل بڑھتا جاتا ہے اس کے وجوہ صرف مذہبی اختلافات تک محدود نہیں ہیں بلکہ دُوسری اغراض اس کی وجوہ ہیں جو دُنیا کی خواہشوں اور معاملات سے متعلق ہیں۔ مثلاً ہندوؤں کو ابتدا سے یہ خواہش ہے کہ گورنمنٹ اور مُلک کے معاملات میں اُن کا دخل ہو یا کم سے کم یہ کہ مُلکداری کے معاملات میں اُن کی رائے لی جائے۔ اور گورنمنٹ اُن کی ہر ایک شکایت کو توجہ سے سُنے۔ اور بڑے بڑے گورنمنٹ کے عہدے انگریزوں کی طرح ان کو بھی ملا کریں۔ مُسلمانوں سے یہ غلطی ہوئی کہ ہندوؤں کی اِن کوششوں میں شریک نہ ہوئے اور خیال کیا کہ ہم تعداد میں کم ہیں اور یہ سوچا کہ ان تمام کوششوں کا اگر کچھ فائدہ ہے تو وہ ہندوؤں کے لئے ہے نہ کہ مُسلمانوں کے لئے۔ اِس لئے نہ صرف شراکت سے دستکش رہے بلکہ مخالفت کرکے ہندوؤں کی کوششوں کے سدِ راہ ہوئے جس سے رنجش بڑھ گئی۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ ان وجوہ سے بھی اصل عداوت پر حاشیے چڑھ گئے ہیں۔ مگر میں ہرگز تسلیم نہیں کروں گا کہ اصل وجوہ یہی ہیں اور مجھے ان صاحبوں سے اتفاق رائے نہیں ہے جو کہتے ہیں کہ ہندو و مُسلمانوں کی باہمی عداوت اور نفاق کا باعث مذہبی تنازعات نہیں ہیں۔ اصل تنازعات پولیٹیکل ہیں۔ یہ بات ہر ایک شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ مُسلمان اس بات سے کیوں ڈرتے ہیں کہ اپنے جائز حقوق کے مطالبات میں ہندوؤں کے ساتھ شامل ہو جائیں اور کیوں آج تک اُن کی کانگریس کی شمولیت سے انکار کرتے رہے ہیں۔ اور کیوں آخرکار ہندوؤں کی درستی رائے محسوس کرکے اُن کے قدم پر قدم رکھا۔ مگر الگ ہو کر۔ اور اُن کے مقابل پر ایک مسلم انجمن قائم کردی مگر ان کی شراکت کو قبول نہ کیا۔ صاحبو! اس کا باعث دراصل مذہب ہی ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔ اگر آج وہی ہندو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمانوں سے آ کر بغلگیر ہو جائیں یا مُسلمان ہی ہندو بن کر اگنی وایو وغیرہ کی پرستش وید کے حکم کے موافق شروع کر دیں اور اسلام کو الوداع کہہ دیں تو جن تنازعات کا نام اب پولیٹیکل رکھتے ہیں وہ ایک دم میں ایسے معدوم ہو جائیں کہ گویا کبھی نہ تھے۔

پس اس سے ظاہر ہے کہ تمام بغضوں اور کینوں کی جڑھ دراصل اختلافِ مذہب ہے۔ یہی اختلافِ مذہب قدیم سے جب انتہا تک پہنچتا رہا ہے تو خُون کی ندیاں بہاتا رہا ہے۔ اے مُسلمانو! جبکہ ہندو صاحبان تمہیں بوجہ اختلافِ مذہب کے ایک غیر قوم جانتے ہیں اور تم بھی اس وجہ سے اُن کو ایک غیر قوم خیال کرتے ہو۔ پس جب تک اس سبب کا ازالہ نہ ہوگا کیونکر تم میں اور اُن میں ایک سچی صفائی پیدا ہو سکتی ہے۔ ہاں ممکن ہے کہ منافقانہ طور پر باہم چند روز کے لئے میل جول بھی ہو جائے۔ مگر وہ دلی صفائی جس کو درحقیقت صفائی کہنا چاہیئے صرف اسی حالت میں پیدا ہوگی جبکہ آپ لوگ وید اور وید کے رِشیوں کو سچے دل سے خُدا کی طرف سے قبول کرلو گے۔ اور ایسا ہی ہندو لوگ بھی اپنے بُخل کو دُور کرکے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرلیں گے۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ تم میں اور ہندو صاحبوں میں سچی صُلح کرانے والا صرف یہی ایک اُصول اور یہی ایک ایسا پانی ہے جو کدورتوں کو دھو دیگا۔ اور اگر وہ دن آ گئے ہیں کہ یہ دونوں بچھڑی ہوئی قومیں باہم مل جائیں تو خُدا اُن کے دلوں کو بھی اِس بات کے لئے کھول دے گا جس کے لئے ہمارا دل کھول دیا ہے۔

مگر اس کے ساتھ ضرور ہوگا کہ ہندو صاحبان کے ساتھ سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ اور سلوک اور مروت اپنی عادت کرو۔ اور ایسے کاموں سے اپنے تئیں باز رکھو جن سے اُن کو دکھ پہنچے مگر وہ کام ہمارے مذہب میں نہ واجبات سے ہوں اور نہ فرائض مذہب سے۔ پس اگر ہندو صاحبان اپنے صدقِ دل سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی مان لیں اور اُن پر ایمان لاویں تو یہ تفرقہ کہ جو گائے کی وجہ سے ہے اس کو بھی درمیان سے اُٹھا دیا جائے۔ جس چیز کو ہم حلال جانتے ہیں، ہم پر واجب نہیں کہ ضرور اس کو استعمال بھی کریں۔ بہتیری ایسی چیزیں ہیں کہ ہم حلال تو جانتے ہیں مگر کبھی ہم نے استعمال نہیں کیں۔ ان سے سلوک اور احسان کے ساتھ پیش آنا ہمارے دین کی وصایا میں سے ایک وصیت ہے خُدا کو واحد لاشریک جاننا۔ پس ایک ضروری اور مفید کام کے لئے غیر ضروری کو ترک کرنا خُدا کی شریعت کے مخالف نہیں۔ حلال جاننا اور چیز ہے اور استعمال کرنا اور چیز۔ دین یہ ہے کہ خُدا کی منہیات سے پرہیز کرنا اور اُس کی رضامندی کی راہوں کی طرف دوڑنا اور اُس کی تمام مخلوق سے نیکی اور بھلائی کرنا اور ہمدردی سے پیش آنا اور دُنیا کے تمام مقدس نبیوں اور رسُولوں کو اپنے اپنے وقت میں خُدا کی طرف سے نبی اور مُصلح ماننا اور اُن میں تفرقہ نہ ڈالنا اور ہر ایک نوعِ انسان سے خدمت کے ساتھ پیش آنا ہمارے مذہب کا خلاصہ یہی ہے۔ مگر جو لوگ ناحق خُدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بد زبانی سے باز نہیں آتے ہیں اُن سے ہم کیونکر صُلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صُلح کر سکتے ہیں، لیکن اُن لوگوں سے ہم صُلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے۔ ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔"

{پیغامِ صُلح تصنیف لطیف حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام صفحہ ۲۱ تا ۳۰}

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:- عبدالرحیم و عبدالرؤف مالکان حمید ساری مارٹ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیّبہ اور اخلاقِ فاضلہ

حسینانِ عالم ہوئے شرمگیں! | جو دیکھا وہ حُسن اور وہ نورِ جبیں
پھر اس پر وہ اخلاق اکمل تریں | کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں
زہے خُلقِ کامل زہے حُسنِ تام | عَلَیْکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

از محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر اُمورِ عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیّبہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے اوراق ۶۳ برسوں میں پھیلے ہوئے ہیں چونکہ آنحضرت صلعم زندگی کے ہر دور میں سے گزرے اور اگر تنگی و تُرشی کا زمانہ آپ پر آیا تو اللہ تعالیٰ نے فارغ البالی و خوشحالی کے ایام بھی آپ کو دکھائے۔ مصائب و آلام۔ ابتلاؤں اور مشکلات سے اگر آنحضور صلعم دوچار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے کامیابیوں اور فتوحات سے بھی آپ کو ہمکنار فرمایا۔ دُنیوی طور پر اگر آپ سربراہِ حکومت بنے تو رُوحانی اعتبار سے خاتم النبیین، سید المرسلین اور سیدِ ولد آدم قرار پائے اور شریعت کاملہ سے سرفراز ہوئے۔ اور یہ شرف کسی اور نبی کو حاصل نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو "اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ" اخلاقِ فاضلہ پر قائم فرمایا۔ اور نسلِ انسانی کے لئے "اُسوۂ حسنہ" ایک مکمل اور حسین نمونہ قرار دیا۔ تاکہ ہر انسان آپ کے وجود باجُود کو اپنی زندگی میں مشعلِ راہ بناتے ہوئے اپنے مقصدِ حیات کو پالے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے قبل ہی آپ کے والدِ ماجد حضرت عبد اللہ کی وفات ہو گئی۔ اور آپ کے دادا آپ کے متکفل ہوئے۔ مگر یہ یتیم بچہ "دُرِّ یتیم" بن کر اپنے دادا حضرت عبد المطلب کی آنکھوں کا نُور بن کر رہا۔ ابھی چھ سال کی ہی عُمر تھی کہ حضور صلعم کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ کی بھی وفات ہو گئی۔ اور پھر دو سال بعد دادا بھی فوت ہو گئے۔ تب آپ کے چچا ابوطالب آپ کے کفیل و نگران ہوئے۔ مگر یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آپ اپنے معصومانہ اخلاق و اطوار کی وجہ سے اپنے چچا کے محبوب اور منظورِ نظر بنے رہے اور ہمیشہ دُنیوی معاملات میں اپنے چچا کی اطاعت اور اُن کا والد کی طرح احترام کیا۔

عنفوانِ شباب میں آپ کے چچا ابوطالب آپ کو شام کے تجارتی سفروں میں بھی ہمراہ لے کر گئے۔ اور آپ کی برکت سے کامیاب و بامُراد لوٹے۔

"جوانی" مست دیوانی کہلاتی ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جوانی کے دَور میں داخل ہوئے تو عفت و پاکیزگی کا ایک مجسمہ تھے۔ اپنے اور پرائے آپ کے اخلاقِ فاضلہ کے معترف اور آپ کو "امین و صدوق" کے القاب سے یاد کرنے لگے۔ انہیں اخلاقِ فاضلہ سے متاثر ہو کر مکہ مکرمہ کی ایک مالدار خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اپنے تجارتی قافلہ کا نگران بنا کر شام بھجوایا۔ چنانچہ یہ سفر بہت ہی کامیاب اور بابرکت رہا۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو کافی منافع حاصل ہُوا۔ حضرت خدیجۃ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ کی اس عفت و پاکیزگی اور دیانت و امانت کو دیکھ کر آپ کے چچا ابوطالب کی معرفت آپ سے نکاح کی درخواست کی۔ حالانکہ اس وقت آپ کی عُمر صرف ۲۵ برس تھی۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ سال تھی۔ اور وہ دو جگہ بیوہ ہو چکی تھیں۔ عُمروں کے اس تفاوت کے باوجُود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس رشتہ پر رضامند ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس شادی خانہ آبادی کو اتنا بابرکت کیا کہ آنحضرت صلعم کی ساری اولاد (سوائے حضرت ابراہیم کے جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے ہوئے) حضرت خدیجۃ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطنِ مبارک سے ہوئی۔ اور اس بزرگ خاتون نے ہر عُسر و یُسر میں آپ کا ساتھ دیا۔ اور عورتوں میں سے وہ سب سے پہلی خاتون تھیں جنہوں نے آپ کے اخلاقِ فاضلہ اور سیرتِ طیبہ کو دیکھ کر آپ کے دعویٰ نبوت کی تصدیق کی تھی۔

آنحضرت صلعم کا دعویٰ نبوّت

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۴۰ برس ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ تو آپ نے مکہ والوں کو کوہِ صفا پر دعوت دے کر بلایا۔ اور اُن سے اپنی سیرت و کردار کے بارہ میں دریافت کیا تو سب نے یکزبان ہو کر کہا :-

"مَا جَرَّبْنَا عَلَیْکَ اِلَّا صِدْقًا"

(بخاری)

کہ ہم نے ہمیشہ آپ سے سچائی و راستبازی کا ہی تجربہ کیا ہے۔ تبھی تو "امین و صدوق" کے لقب سے آپ کو پکارتے تھے۔ مگر جب آپ نے اُن کے سامنے اپنا دعویٰ نبوت پیش کیا تو انہوں نے انکار و استکبار کیا۔ اور استہزاء و مخالفت کا طریق اختیار کیا۔

مکّی زندگی

دعویٰ نبوت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳ سال مکہ میں رہے۔ اس زمانہ میں اگر ایک طرف قریش کے بعض جلیل القدر افراد کو اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی۔ تو دوسری طرف کچھ غلام اور لونڈیاں بھی مشرف باسلام ہو گئیں۔ مومنوں کی مخالفت تیز ہو گئی۔ ایذا رسانی اور ظلم و ستم کا دَور شروع ہو گیا۔ مگر آنحضرت صلعم اس نازک دَور میں خود بھی کوہِ وقار بنے ہوئے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی صبر کی تلقین فرماتے۔ صحابہ کرام اپنے نفوس میں خدائی انوار و برکات کا مشاہدہ کرتے ہوئے ان مخالفتوں اور ایذاء رسانیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے۔ اسی مکی زندگی میں آنحضور صلعم اور صحابہ کرام کا تین سال تک سوشیل بائیکاٹ کفار کی طرف سے کیا گیا اور یہ مومنوں کی جماعت "شعب ابی طالب" میں محصُور ہو کر رہ گئی۔ کتنا صبر آزما یہ دَور تھا۔ سنہ ۱۰ نبوی میں آپ کی رفیقہ حیات اور مونس و غمگسار حضرت خدیجۃ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا اور آپ کے چچا ابوطالب (جو آخر وقت تک مسلمان تو نہ ہو سکے مگر آپ کے معین و مددگار رہے) کی وفات ہو گئی۔ مگر ان کٹھن حالات میں بھی آپ نے صبر و رضا کا شاندار مظاہرہ فرمایا۔ اور آپ کے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہ آئی۔

ہجرت

دعویٰ نبوت کے تیرھویں سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خدائی اشارہ کے ماتحت اپنے وطن مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ ہجرت کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ غارِ ثور میں تین دن تک پناہ لینا پڑی۔ خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر وہاں آپ کی حفاظت فرمائی۔ اور تعاقب کرنے والے ناکام و نامراد لوٹے۔ مدینہ منورہ اسلام کا دوسرا مرکز قرار پایا۔ یہ ہجرت اسلامی فتوحات و ترقیات کا پیش خیمہ بنی اور ہر آنے والا دن اسلام کے استحکام کا باعث بنا۔ اور یہاں اسلامی معاشرہ اور اسلامی حکومت کے قیام کی داغ بیل پڑی۔

آنحضرت صلعم کی زندگی کے مختلف پہلو

مدینہ منورہ میں آکر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داریوں میں اور اضافہ ہو گیا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے رسُول تھے اس لئے خُدا کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانا آپ کا کام تھا۔ یعنی مبلغ و مربی و داعی الی اللہ آپ تھے۔ جو شخص بھی آپ پر ایمان لایا اس کے مربی و معلم آپ بنے۔ امام الصلوٰۃ آپ تھے۔ قاضی آپ تھے۔ غریبوں۔ مسکینوں۔ یتیموں اور بیواؤں کا سہارا آپ تھے۔ اُن کی خبر گیری کرنا آپ کے ذمہ تھا۔ سربراہِ حکومت ہونے کی وجہ سے حکومت کی ذمہ داریوں کا ادا کرنا بھی آپ کے ذمہ تھا۔ فوجوں کے کمانڈر انچیف

ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء

تیری مدد وہ لوگ کریں گے
جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے
(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکردہ کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس سٹاکسٹ جوتن ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک ۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
پروپرائیٹر :- شیخ محمد یونس احمدی - فون نمبر :- 294

بھی آنحضور صلعم تھے۔ دشمنوں کے مقابلہ پر اُن کو ہر وقت تیار رکھنا آپ کا کام تھا۔ ذرا اندازہ لگائیے کہ حضور صلعم کتنے مصروف الاوقات تھے ارشادِ ربانی ہے۔ "اِنَّ لَكَ فِی النَّھَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا" کہ دن میں تجھے بڑی مصروفیت ہے۔ اب رات کو آرام کرنہیں نہیں! ارشاد ہُوا "وَمِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ" کہ رات کو اُٹھ نمازِ تہجد ادا کرو۔ اس کے نتیجہ میں مقامِ محمود ملے گا۔ اس حکمِ ربانی کے نتیجہ میں آقائے نامدار صلعم راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر خدا کی اتنی عبادت کرتے ہیں کہ پاؤں متورّم ہو جاتے ہیں۔ اس رُوحانی مشقت اُٹھانے پر عرض کرنے پر فرمایا:-

اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا

کہ کیا میں اپنے ربّ کا شکر گزار بندہ نہ ہُوں۔ اللہ! اللہ!! دُوسرے لوگ تو تختِ شاہی پر بیٹھ کر عیش و عشرت میں مشغول ہو جاتے ہیں مگر ہمارے پیارے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ ہو کر اپنے آرام کو تیاگ کر بارگاہِ ربّ العزت میں جھک جاتے ہیں۔

اللّٰھم صلّ علٰی محمد و علٰی اٰلِ محمد

آنحضرت صلعم کی سادہ زندگی

دُنیا کے بادشاہ "تخت" پر بیٹھتے ہیں تاج پہنتے ہیں۔ اپنے نام کا سکہ جاری کرتے ہیں۔ بادشاہ کہلاتے ہیں۔ اور یہ سب بادشاہت کے حقوق ہیں۔ مگر دین و دُنیا کے بادشاہ حضرت محمد مصطفٰے صلعم نے بادشاہ ہو کر کبھی اپنے آپ کو بادشاہ نہیں کہلوایا۔ بلکہ فرمایا "اِنَّمَا اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ" کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسُول ہوں۔ کبھی تخت پر نہیں بیٹھے۔ کبھی تاج نہیں پہنا اور نہ ہی اپنے نام کا سکہ جاری کیا۔ ہاں البتہ بادشاہت کی ساری ذمہ داریاں ادا کیں۔ یعنی رعایا کی جان و مال و عزت کی حفاظت اور اُن کے لئے ضروریاتِ زندگی مہیا کرنے کے انتظام و انصرام کی طرف ہمیشہ توجہ فرمائی۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہ ہو کر بھی سادہ زندگی بسر کی۔ سادہ خوراک تھی۔ کوئی شاہی تخت نہ تھا۔ سادہ لباس تھا۔ نوکروں چاکروں کی بھرمار نہ تھی۔ "اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاکِیْنِ" کی دُعا وردِ زبان تھی۔ فقر و غربت کی زندگی پر "اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ" فرما کر ناز تھا۔ ہاں البتہ غرباء و یتامٰی اور مساکین کی خبر گیری و امداد کرنے کا دن رات خیال رہتا تھا۔ اور اسی خدمتِ خلق میں آپ کی خوشی کا خزانہ پوشیدہ تھا۔ اور جب آنحضرت صلعم کا وصال ہُوا تو اپنی اولاد و ازواج کے لئے کوئی ذاتی جائیداد و جاگیر نہیں چھوڑی بلکہ آپ کی زرہ بکتر بھی ایک یہودی کے پاس غلّہ کے عوض میں گرو (رہن) رکھی ہوئی تھی۔ اَللّٰھُمَّ صلّ علٰی محمد و اٰلِ محمد۔

فتحِ مکّہ اور عفوِ عام

۸ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا۔ دس ہزار جاں باز و جاں نثار قدوسی آپ کے ہمراہ تھے۔ فتحِ مکّہ کے بعد جب بیت اللہ کو بتوں سے پاک و صاف کر دیا گیا۔ مسجد الحرام میں دربارِ نبوی صلعم منعقد ہُوا۔ مکّہ کے کفّار و معاندین جنہوں نے متواتر بیس سال تک آپ کی شدید مخالفت کی تھی اور آپ کے ساتھ خونریز جنگیں لڑی تھیں آج مغلوب و مایوس ہو کر سرنگوں بیٹھے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ اب اُن کے ظلم و ستم کی سزا و پاداش کا وقت آگیا ہے۔ اور شاید آج مکّہ کی گلیوں میں خون بہے گا۔ اتنے میں حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھری آواز بلند ہوئی۔ کہ مکّہ والو!! بتاؤ کہ آج میں تم سے کیا سلوک کروں؟ پہلے تو وہ شرم و ندامت کی وجہ سے خاموش رہے۔ بالآخر گویا ہوئے کہ آپ ایک کریم انسان ہیں اور ایک کریم انسان کے بیٹے ہیں ہم آپ سے اس کریمانہ سلوک کی اُمید کرتے ہیں جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔

کفّارِ مکّہ کی اِس بات پر حضرت رحمۃ للعالمینؐ کی رحمت جوش میں آگئی۔ آپؐ نے اِس غلبہ و فتح کی حالت میں کوئی انتقامی کارروائی نہ فرمائی بلکہ فرمایا:-

"اِذْھَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ
لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ"

یعنی جاؤ جاؤ میں تم سب کو آزاد کرتا ہوں۔ اور یہ بھی نہیں پوچھا کہ تم نے مجھ سے اور میرے ماننے والوں کے ساتھ کیا کیا سلوک کیا۔

آپؐ کے اِس عفوِ عام کو دیکھ کر وہ حیران ہو گئے۔ اور آپؐ کے اِس احسانِ عظیم کی وجہ سے آپؐ کے ممنونِ احسان اور اخلاقِ فاضلہ کے گرویدہ ہو گئے۔ اور ہزاروں نے اِن اخلاقِ فاضلہ نبویؐ کی وجہ سے برضا و رغبت خود اسلام قبول کر لیا فَلِلّٰهِ دَرُّہٗ تعالٰی ؎

لیا ظلم کا عفو سے انتقام
علیك الصلوٰۃ علیك السلام
محمد ہی نام اور محمد ہی کام
علیك الصلوٰۃ علیك السلام

پس حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اور اخلاقِ فاضلہ کا اگر طائرانہ طور پر بھی جائزہ لیا جائے تو آپؐ کی مبارک سیرت ہر پہلو سے جامع و مانع کردار کی حامل ہے اور دُنیا کے ہر شخص کے لئے قابلِ تقلید۔ اسی لئے آپؐ "انسانِ کامل" اور "اُسوہ حسنہ" قرار پائے۔

اللّٰھم صلّ علٰی محمد و اٰلِ محمد و بارك وسلّم انّك حمیدٌ مجیدٌ۔

حکمِ یزداں ہے داعی الی اللہ بنو..... (طرحی)

حکمِ یزداں ہے داعی اِلی اللہ بنو دیکھو دُنیا کی حالت بدل جائے گی
دامنِ دینِ احمدؐ کو تھامے رہو بے قراری کی صُورت سنبھل جائے گی

شمعِ نُورِ ربُّ الورٰی ہے یہاں، ہے چمکتا یہ اِک روشنی کا جہاں
احمدیت کا سُورج ہُوا ضَو فشاں، چھپ کے تاریکی خود ہی نکل جائے گی

لا اِلٰہ کی صداؤں سے گونجے فضا، اُونچا لہرائے بس پرچمِ اللہ کا
بول میٹھے ہیں اور ہے سُریلی صدا، اور تحریر کیا پھُول پھل جائے گی

جب گرجتا ہے اپنا وہ شیرِ ژیاں، بھُول جاتے ہیں گیدڑ سبھی بھبکیاں
گرمیٔ سازِ تقریر و سوزِ زباں، چاند نا ہوگا چاندی پگھل جائے گی

کھیلتے جا رہے ہیں جو طوفان سے، جانے دو کیا ہے جائیں اگر جان سے
مست ہوں گے سبھی شُربِ عرفان سے، زندگی چھُوٹے گی موت چل جائے گی

راستہ کس قدر بھی کٹھن پائیں گے، جُوئے شِیر بے سُتوں کاٹ کر لائیں گے
اَن گِنَت ہم سفر اور مل جائیں گے، اور اپنی طبیعت بہل جائے گی

خُونِ ناظرِ قلم سے بہاتا رہے، تان پر اپنے طاہر کی گاتا رہے
یہ تمنّا کہ وہ دِیں کا داتا رہے، اور بتا کس کے قالب میں ڈھل جائے گی

غلام نبی ناظر۔ یاری پورہ (کشمیر)

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"
(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکش

SK. GHULAM HADI & BROTHERS.
(READY MADE GARMENTS DEALERS)
CHANDAN BAZAR P.O. BHADRAK, Distt.- BALASORE (ORISSA) PHONE NO. 122 - 253.

یوگیراج حضرت کرشن علیہ السلام

از محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

قرآن مجید کے اس اعلان کے بعد کہ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولاً ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت۔ یعنی اللہ فرماتا ہے ہم نے ہر قوم اور جماعت میں رسول اور پیغمبر مبعوث کئے۔ جنہوں نے یہ تعلیم دی کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو۔ یہ امر بطور کلیہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ دُنیا کے بڑے بڑے مذاہب کی ابتدا الہام الٰہی سے ہوئی۔ اور توحید ان سب کا بنیادی عقیدہ تھا۔ لیکن ابتدائی دور گذر جانے کے بعد ان رسولوں کی تعلیم میں تحریف۔ اور عوام کی جہالت کے باعث مذاہب کی اصل صورت مسخ ہو گئی۔ اور ان میں ایسے عقائد و رسوم راہ پا گئے۔ جن کا ان مقدس بانیان مذاہب کی تعلیم سے دُور کا بھی تعلق نہ تھا۔ ہندو دھرم بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں۔ ویدوں کے ابتدائی زمانہ میں آریہ ہندو عقیدہ توحید کے پابند تھے اور ایک ہی خدا کی عبادت کیا کرتے تھے۔ مشہور مؤرخ البیرونی جو ہندوستان میں بارہ سال تک رہے اور یہاں سنسکرت اور دیگر علوم پر عبور حاصل کیا انہوں نے لکھا ہے۔

"کہ خدا کے متعلق ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ ایک ہے غیر فانی ہے۔ نہ اس کا آغاز ہے نہ انجام ہے۔ وہ ہر جگہ موجود ہے وہ پاک ہے۔ قادر مطلق اور حکیم مطلق ہے۔ وہی زندگی بخشتا ہے۔ حکومت کرتا ہے۔ جس کی مشابہت کسی سے نہیں ہو سکتی"

ادریسی نے بارھویں صدی میں اپنی کتاب نزہۃ المشتاق میں لکھا ہے:۔

"ہندوستان کی بڑی بڑی قوموں میں ۴۲ فرقے ہیں۔ بعض ایک خالق کائنات کے وجود کو مانتے ہیں لیکن پیغمبروں سے منکر ہیں۔ بعض فرقے پتھروں کے بتوں کی شفاعت کے قائل ہیں۔ اور بعض ایسے پتھروں کو پوجتے ہیں جو مکھن اور تیل سے چیڑے جاتے ہیں۔ بعض درختوں کے آگے جھکتے ہیں۔ بعض سانپوں کی پوجا کرتے ہیں۔ اور ان کو کھلانا ثواب جانتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جو ہر عقیدے کے منکر ہیں اور کسی ہستی کی عبادت نہیں کرتے۔ یہ تفرقہ بازی بعد میں پیدا ہوئی۔ ابتدا میں سب اپنی مقدس کتابوں کی تعلیم کی روشنی میں ایک خدا کو مانتے تھے"

(بحوالہ سی۔ وی۔ ویدیا کی تاریخ جلد ۳ صفحہ ۱۹۲)

ابو الفضل آئین اکبری میں لکھتا ہے:۔

"سب ہندو خدا کو ایک مانتے ہیں اور اگر عوام پتھر یا لکڑی کو پوجتے ہیں تو سمجھدار لوگ اس کو بت پرستی سمجھتے ہیں اور معیوب سمجھتے ہیں۔"

ہندوستان میں ویدوں کی تعلیم کو جب لوگوں نے پس پشت ڈال دیا تو ترتیاگ میں رام چندر جی مہاراج نے ظاہر ہو کر لوگوں کا سدھار کیا اور دواپر یگ میں یوگیراج کرشن جی کا ظہور ہوا۔ اس وقت شمالی بھارت میں کوروؤں کا راج تھا۔ کورو اور پانڈو باہم بھائی بھائی تھے۔ ایک ہی خاندان اور دادا کی اولاد تھے۔ لیکن کورو اکثریت میں تھے اور پانڈو ان کے مقابلہ میں تھوڑے اور مظلوم تھے۔ ان دونوں کے درمیان مہا بھارت کی عظیم جنگ ہوئی۔ جو کہ کوروکشیتر کے میدان میں لڑی گئی۔ اس جنگ میں کرشن جی نے پانڈوؤں کا ساتھ دیا اور گیتا کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کرشن جی کے نزدیک پانڈو مظلوم تھے اور ان کے مقابلہ پر کورو دھرم سے گرے ہوئے تھے۔ اپنی کثرت اور دولت پر نازاں تھے۔ اس لئے کرشن جی مہاراج نے اپنے حقوق کے حصول کے لئے پانڈوؤں کو جنگ کے لئے آمادہ کیا جب کہ ارجن نے میدان جنگ میں اپنے بھائی بندوں کو دیکھ کر یہ کہا:۔

"اے کرشن اس جنگ کے میدان میں اپنے ہی بھائی بندوں کو دیکھ کر میرے اعضاء کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔ میرا مونہہ سوکھا جا رہا ہے۔ اور جسم میں کپکپاہٹ پیدا ہو رہی ہے۔

میرے ہاتھ سے رعشہ گر رہی ہے اور میرا جسم جل رہا ہے اور میرے من میں بھرم سا ہو رہا ہے۔ اس لئے میں میدان جنگ میں کھڑا رہنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا حالات کو بھی میں اپنے خلاف دیکھتا ہوں۔ اور اپنے ہی خاندان کو مار کر سب کا بھلا بھی نظر نہیں آتی۔ اور اے کرشن میں نہ حکومت چاہتا ہوں۔ نہ سکھ چاہتا ہوں۔ کیونکہ اے کرشن دھرت راشٹر کے بیٹوں کو مار کر مجھے کیا خوشی ہوگی"۔ (گیتا ۲۸تا۳۶)

ارجن کی یہ باتیں جو انہوں نے نہایت ہی نرم دلی سے اور آنکھوں میں آنسو بھر کر بیان کیں ان کا حضرت کرشن جی نے نہایت ہی ایمان افروز جواب دیا۔ اور کہا:۔

اے ارجن تم میں یہ جہالت کہاں سے آ گئی اور یہ بزدلی تم کیوں دکھا رہے ہو۔ یہ باتیں تو نہ اچھے لوگوں کا وطیرہ ہیں نہ ہی ان باتوں سے سورگ (جنت) مل سکتا ہے۔ اور نہ ہی ان باتوں سے عزت مل سکتی ہے۔ اس لئے اے ارجن بزدلی نہ دکھاؤ۔ اور بزدلی دکھانا تمہارے لئے قطعی مناسب نہیں تم بزدلی کو چھوڑ کر اٹھو اور جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ"

(گیتا $\frac{2}{2-3}$)

چنانچہ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ کورو اس جنگ میں تباہ و برباد ہو گئے اور پانڈو باوجود کم ہونے کے کامیاب و کامران ہو گئے۔ کیونکہ حضرت کرشن جی کو خدا کی مدد و نصرت حاصل تھی اور وہ مظلوم کا ساتھ دے رہے تھے۔ سچ ہے سے

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

اس امر سے یہ ثابت ہے کہ بسا اوقات ظلم کو مٹانے کے لئے انبیاء علیہم السلام کو جنگ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ گیتا کے اپدیش کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ یہ پورے کا پورے میدان جنگ میں بطور الہام الٰہی کے کرشن جی کو دیا گیا تھا۔ گیتا میں نہایت ہی عمدہ تعلیم انسان کی اخلاقی سماجی اور روحانی ترقی کے لئے بیان کی گئی ہے۔ مَیں نے بارہا اس مقدس کتاب کا مطالعہ کیا ہے۔ اور اس کی تعلیم کا موازنہ قرآن مجید سے بھی کیا ہے۔ گیتا کی تعلیم بہت حد تک قرآن مجید سے ملتی ہے۔ بطور مثال چند امور اس مختصر سے مضمون میں پیش خدمت ہیں۔

اوّل:۔ آج اگرچہ کرشن جی کو ہندو دنیا میں بطور ایک معبود کے پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن گیتا کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے انہوں نے اپنے آپ کو بطور ایک معبود کے پیش نہیں کیا۔ بلکہ بطور ایک انسان اور مصلح کے پیش کیا ہے اور امر کی وضاحت کی ہے کہ اس دنیا کا بنانے والا ایک اور ہستی حقیقی ہے جو ہمارا خالق ہے اور ہمارا مالک ہے اسی کی ہمیں پوجا کرنی چاہئیے۔

(بحوالہ رسالہ کلیان کرشن نمبر)

چنانچہ گیتا کے ادھیائے ۱۰ شلوک نمبر ۲۰ میں لکھا ہے کہ ایشور ہی سب کا شروع اور سب کا آخر ہے۔ یہ وہی مضمون ہے جو کہ قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے ھو الاول والآخر والظاھر والباطن۔ گیتا کا مطالعہ کرنے سے اس امر کو بھی واضح کیا گیا ہے کہ بعض مقامات پر [illegible] ہی دُنیا کا شروع اور آخر ہوں [illegible] ہی پانیوں کا [illegible] ہوں [illegible] جگہ موجود ہوں۔ یہاں "میں" سے مراد خود کرشن جی نہیں ہیں بلکہ گیتا کے نازل کرنے والا خدا مراد ہے۔ [illegible] بعض مقامات پر اس رنگ میں ذکر آتا ہے اور بعض مقامات پر خدا کا واضح ذکر آتا ہے جیسے کہ گیتا کے شلوک ۶۱ ادھیائے ۱۸ میں لکھا ہے:۔

"ہے ارجن شریر روپی ینتر میں چڑھے ہوئے سارے انسانوں کو ایشور اپنی مایا سے بھرماتا ہوا سب کے دلوں میں موجود ہے اس لئے ہے بھارت (ارجن) ہر طریقہ سے تم اسی خدا کی پناہ میں جاؤ۔ اور اس کو یاد کرو کیونکہ اس کی پناہ میں آ جانے سے اور اس کی یاد کرنے سے شانتی پراپت ہوگی"

نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔
الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔
قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا۔

جس کا ترجمہ یہ ہے اللہ فرماتا ہے ہم انسان کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد سے دلوں کو اطمینان اور شانتی ملتی ہے۔ یقیناً وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا اور وہ ناکام ہو گیا جس نے اس نفس کو مٹی میں گاڑھ دیا۔ اور اپنے خالق و مالک کی طرف توجہ نہ کی۔

دوئم:۔ قرآن مجید نے جگہ جگہ یہ تعلیم دی ہے کہ جو لوگ ایک خدا کو مانتے ہیں۔

(باقی ملاحظہ فرمائیے صفحہ ۱۱ پر)

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

از محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

حضرت عیسیٰ ابن مریم کی پیدائش کے سلسلہ میں قرآن مجید نے ان کڑیوں سے اس سلسلہ کو شروع کیا ہے جن کے مسلّمہ حقائق کی موجودگی میں خود بخود ناپاک اعتراضات نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید نے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خاندان کا ذکر فرمایا ہے کہ خدا تعالےٰ نے آلِ عمران کو اس زمانہ کے لوگوں پر فضیلت بخشی اور ایک ایسی نسل کو فضیلت دی جو ایک دوسرے سے پوری مطابقت رکھنے والی تھی۔ یعنی اُن کی نانی بھی خدا کی مقبول بندی تھیں۔ والدہ صدیقہ پاکدامن خاتون تھیں اور خود وہ برگزیدہ نبی تھے۔

حضرت مریم علیہا السلام کا پاکیزہ بچپن

قرآن مجید نے جو حالات بیان کئے ہیں ان کے بارہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے :۔

ذالك من انباء الغيب نوحيه اليك۔

کہ یہ حقائق جو غیب کی خبروں پر مشتمل ہیں ہم نے بذریعہ وحی تجھ پر ظاہر کئے ہیں۔ چنانچہ پیدائش کے بعد آپ نے حضرت زکریا علیہ السلام کے ہاں پرورش پائی۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے آپ کو اپنے مکان کے بہترین حصہ میں جگہ دی۔ خدا تعالےٰ نے آپ کو اپنی جناب میں قبول فرمایا۔ اور عمدہ طور پر پڑھایا جب آپ جوہر قابل بن گئیں تو خدا تعالےٰ نے آپ کو بشارت دی۔ اے مریم اللہ تعالیٰ نے تجھے برگزیدہ کیا ہے اور پاک کیا اور سب جہانوں کی عورتوں کے مقابلہ میں تجھے چن لیا ہے۔ اے مریم تو اپنے رب کی فرمانبردار بن اور سجدہ کر اور صرف موحدانہ پرستش کرنے والوں کے ساتھ مل کر موحدانہ پرستش کر۔ قرآن مجید میں آپ کو صدیقہ اور پاک دامن کہا گیا ہے۔

پیدائش فرزند کی بشارت

خدا تعالےٰ نے اپنے فرشتہ کے ذریعہ حضرت مریم علیہا السلام کو بشارت دی کہ اے مریم اللہ تعالےٰ تجھے اپنے پاک کلام کے ذریعہ ایک لڑکے کی بشارت دیتا ہے اُس مبشّر کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ جو دنیا و آخرت میں صاحب منزلت ہوگا اور خدا کے مقربوں میں سے ہوگا اور پنگھوڑے میں یعنی چھوٹی عمر میں بھی وہ لوگوں سے باتیں کرے گا۔ اور ادھیڑ عمر کی حالت میں بھی۔ اور نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ اور یہ بھی بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ اُسے کتاب اور حکمت کی باتیں سکھائے گا۔ اور تورات اور انجیل سکھائیگا۔ اور بنی اسرائیل کی طرف اُسے رسول بنا کر اس پیغام کے ساتھ بھیجے گا۔ اس بشارت سے حضرت مریم علیہا السلام کو تعجب ہوا۔ آپ نے کہا کہ اے میرے رب میرے ہاں بچہ کس طرح ہوگا حالانکہ کسی بشر نے مجھے نہیں چھوا۔ اور میں کبھی بدکاری میں مبتلا نہیں ہوئی۔ فرشتہ نے کہا تمہاری بات درست ہے مگر تیرے رب کے لئے یہ کام آسان ہے۔ اللہ کا کام ایسا ہی ہوتا ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جس بات کا وہ فیصلہ کر لیتا ہے تو اُس کے متعلق صرف یہ فرماتا ہے کہ تو وجود میں آجا۔ سو وہ وجود میں آجاتی ہے۔ اس لئے ہم یہ لڑکا پیدا کریں گے تاکہ اُسے لوگوں کے لئے ایک نشان بنائیں اور اپنی طرف سے اُسے رحمت کا موجب بھی بنائیں گے۔ اور یہ امر ہماری تقدیر میں طے ہو چکا ہے۔

ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام

جب مریم علیہا السلام اذن خداوندی کے مطابق جس کا اُس نے اُمّ عیسیٰ سے اظہار فرمایا تھا۔ حاملہ ہو گئیں تو ایک دور مکان کیطرف چلی گئیں۔ (بائبل اور فلسطین کے جغرافیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم علیہا السلام کے ہاں جب بچہ پیدا ہوا۔ اُنہیں اُنکے ہونے والے شوہر بیت المقدس لے گئے تھے۔ جو اُس وقت ایک پہاڑی پر واقع تھا۔ جس کی پچھلی طرف ایک چشمہ تھا۔ اُس طرف سے مریم کو آواز آئی جو فرشتہ نے دی) کہ اے عورت غم نہ کر اللہ تعالےٰ نے تیری پچھلی جانب ایک چشمہ بہایا ہے اُس کے پاس جا اور اپنی اور بچہ کی صفائی کر اور وہ کھجور جو تیرے قریب ہوگی اُس کی ٹہنی پکڑ کر اپنی طرف ہلا وہ تجھ پر تازہ بتازہ پھل پھینکے گی۔ (اس میں اُس موسم کی طرف اشارہ ہے جس میں اُن کی ولادت ہوئی) در اصل یہ بن باپ پیدائش۔ یعنی کنواری کے بطن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ایک معجزہ تھا جو اپنے ساتھ ایک ابتلا لئے ہوئے تھا۔ اور اُن کو ہوشیار کرنے کے لئے تھا کہ جس مامور کے تم ماننے والے ہو۔ اُس کا باپ بنی اسرائیل میں سے نہیں تھا۔ اس ذریعہ سے خدا تعالےٰ نے کانٹا بدل دیا اور ظاہر کر دیا ہے کہ اب غیر قوم سے نبی آئے گا۔ گویا یہ ایک ٹھوکر تھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ کرنے کے لئے۔ اور عیسائیوں کے لئے اسلام کا راستہ کھولنے کے لئے کہ وہ اُس پیشگوئی کی طرف متوجہ ہو جائیں جو استثنا ۱۵/۱۸ میں ہے۔

آپ کے معجزات

آپ روحانی قابلیت رکھنے والوں کو حسن تربیت سے روحانی پرواز کے لائق بنا دیتے تھے مبروصوں اور اندھوں سے یہود نفرت کرتے تھے۔ مگر آپ نے اُن کا سوسائیٹی میں انسان کی حیثیت سے اعزاز قائم فرمایا یا یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ ڈاکٹروں اور حکیموں کی طرح علاج معالجے۔ روحانی توجہ سے اُن کا جسمانی و روحانی علاج کرتے تھے۔ اور مردوں کو زندہ کرتے تھے (موت و حیات سے مراد قوموں کی ترقی و تنزل ہے۔) اس لحاظ سے آپ بنی اسرائیل میں زندگی کی روح پھونکتے تھے آپ خدا کے بندے اور اُس کے نبی تھے محض ایک رسول تھے۔ لوگوں کو توحید کیطرف بلاتے تھے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے اُن کو خدا کہنے والے کافر ہیں نہ وہ خدا تھے نہ خدا کے بیٹے تھے نہ اُن کی والدہ خدا تھیں۔ دونوں فانی انسانوں کی طرح کھانا کھایا کرتے تھے۔ یعنی اُسی طرح حوائج بشری پورے کرتے تھے جیسے تمام انسان کرتے ہیں۔

ایک اہم واقعہ

یہود نامسعود روز اوّل سے ہاتھ دھو کر آپ کے پیچھے پڑے رہتے تھے۔ کبھی قتل کی سازش کرتے تھے۔ کبھی آپ کو کاٹھ پر لٹکانے (یعنی پھانسی کی سزا دلانے کی۔) ان سب سازشوں کا ذکر قرآن میں مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ۔ یعنی مسیح کے دشمنوں نے بھی تدبیریں کیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدبیر فرمائی اور اللہ سب تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دونگا۔ (طبعی طور پر) تجھے اپنے حضور میں عزت بخشونگا اور کافروں کے اعتراضات سے تجھے پاک کرونگا اور جو تیرے پیرو ہیں انہیں اُن لوگوں پر جو منکر ہیں قیامت کے دن تک غالب رکھونگا۔ پھر میری ہی طرف تمہیں لوٹنا ہوگا۔ تب ان باتوں میں جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔ تمہارے درمیان فیصلہ کرونگا۔ ان تمام وعدوں کے پورا ہونیکا بھی قرآن میں ذکر موجود ہے کہ یہود نے آپ کے خلاف قتل اور صلیب پر مارنے کی جو سازشیں کی تھیں خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اُنکو ناکام بنا دیا۔ اور جب آپکو پھانسی پر لٹکایا گیا اور موت کے مشابہ حالت ہو گئی تو خدا تعالیٰ نے حسب وعدہ اپنی تدبیر سے آپکو بچا دیا۔ یہ دوسری ٹھوکر تھی جو آپ کو بنی اسرائیل کی اکثریت تک بذریعہ ہجرت پہنچانے کے لئے پیش آئی۔ جو کہ آپکی بعثت کا اصل مقصد تھا ہجرت کے وقت آپ کی عمر ۳۳ سال تھی۔ آپکی بعثت کی غرض و غایت کی تکمیل کے بعد آپ کی وفات کے وعدہ کے پورا ہونے کا ذکر قرآن مجید کی تیس آیات سے ثابت شدہ حقیقت ہے۔ حدیث کے مطابق آپ نے ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حقائق پر مشتمل ریکارڈ

کامل اور محفوظ شریعت کا دعویٰ کسی انسانی کتاب کے متعلق زیب نہیں دیتا۔ کیونکہ جیسے یہ دعویٰ انسان کی طاقت سے بالا ہے اُسی طرح اس کا ثبوت بھی اُس کے علم و طاقت سے بالا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے خود قرآن مجید کو تمام دائمی صداقتوں کا مجموعہ قرار دیا ہے اور اُس کی حفاظت کی بھی خود ہی ضمانت دی ہے یہ مذاہب عالم کا محفوظ ترین ریکارڈ ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے عیسائیت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں تمام ضروری پہلوؤں کو بیان کر دیا ہے۔ ازاں جملہ یہ بھی کہ انکے صحیح عقائد کیا تھے۔ بگڑ کر کیا بن گئے۔ ترقی و تنزل کے ادوار اور اُن کی نشانیاں کیا ہوں گی ان میں کون کون سے عظیم فتنے پیدا ہوں گے اُن کے علاج کے لئے خدا تعالےٰ کسے بھجوائیگا۔ انکی تباہی کیسے ہوگی اور بچنے والوں میں سے اسلام میں بکثرت اِن کے داخل ہونے کے ذکر کے ساتھ انجام ضالین تک سارے واقعات بیان کر دیئے ہیں۔ مگر یہ مختصر مضمون ان تفاصیل کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ شاید کہ یہ چند قرآنی حقائق کسی بھٹکی ہوئی روح یا کسی متلاشیٔ حق کے لئے رہنمائی کا کام دے سکیں۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المعذکہ

حضرت بابا نانک رح کی پاکیزہ تعلیمات

از محترم مولوی عبد الحق صاحب فضل سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ احمدیہ قادیان

پیدائش سے شادی تک

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ نومبر ۱۴۶۹ء بمطابق سمّت ۱۵۲۶ بکرمی رائے بھوئے کی تلونڈی میں پیدا ہوئے تھے۔ جو آج کل ننکانہ صاحب کے نام سے مشہور ہے اور پاکستان میں ہے۔

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی مہتہ کالو رام تھا جو اس علاقہ کے مسلمان جاگیردار رائے بولار کے کارندے تھے۔ آپ کی پیدائش کی بشارت قبل از وقت ایک مسلمان فقیر نے مہتہ جی کو دی تھی۔ اور ایک مسلمان دایہ دولتاں کے ہاتھوں آپ کی ولادت ہوئی۔

”میر سید حسن جو اس علاقہ میں ولی صاحب کرامت صلح کل اور بے لاگ پیر مانا ہوا تھا۔ اور مہتہ جی کے گھر کے پاس رہتا تھا ...... اس نے اپنا تمام علم دینی و دنیوی گورو نانک جی کو پڑھایا اور راہ حق کے بڑے بڑے راز بتائے“

(تواریخ گورو خالصہ صـ۶۳)

جب گورو نانک رح کی بٹالہ میں شادی ہوئی تو:۔

”رائے بولار اور دولت خاں لودھی دونوں نے ملکر سارا ساز و سامان ہاتھی گھوڑے رتھ گڈے پالکی اور بے شمار دولت اس موقعہ پر پیش کر کے اپنے صدق اور عقیدت کا ثبوت دیا“

(نانک پرکاش)

اتحاد اور صلح

پنجاب کے موجودہ حالات میں ہمارے ہندو اور سکھ بھائی حضرت بابا نانک رح کی اتحاد اور امن پر مشتمل تعلیم سے بہت بڑا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ آپ اتحاد و صلح پر بڑا زور دیتے تھے فرمایا:۔

ملیے کی مہاں ہرن نہ ماکوں نانک پرے پریلا

یعنی میں ملاپ اور اتحاد کی تعریف بیان نہیں کر سکتا یہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور بلند سے بلند ہے۔ (گوجری محلہ ۵)

باہمی جھگڑوں اور فتنہ و فساد کی مذمت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

جھگڑا کر دیاں ان دن گذرے سبّ کرے دیچار
سدھ مت کہتے ہر لئی بولن سب وکار

(وار مہاکرا محلہ ۳ صـ۵۵۹)

یعنی جن لوگوں کا دن رات جھگڑوں میں گذرتا ہے اور وہ خدا کی باتوں پر دھیان نہیں دیتے ان کی عقل و ہوش خدا نے چھین لی ہے اور وہ بے کار باتیں کرتے رہتے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

اس سلسلہ میں پرگنہ بٹالہ کے گورو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام حضرت بابا نانک رح کی عزت و تکریم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”بلاشبہ بابا نانک صاحب کا وجود ہندوؤں کے لئے خدا کی طرف سے ایک رحمت تھی۔ اور یوں سمجھو کہ وہ ہندو مذہب کا آخری اوتار تھا۔ جس نے اس نفرت کو دور کرنا چاہا تھا جو اسلام کی نسبت ہندوؤں کے دلوں میں تھی ...... وہ ہندو قوم اور اسلام میں صلح کرانے آیا تھا۔ مگر افسوس کہ اس کی تعلیم پر کسی نے توجہ نہیں کی۔ اگر اس کے وجود اور اس کی پاک تعلیموں سے کچھ فائدہ اُٹھایا جاتا تو آج ہندو اور مسلمان سب ایک ہوتے۔ ہائے افسوس ہمیں اس تصور سے رونا آتا ہے کہ ایسا نیک آدمی دنیا میں آیا اور گذر بھی گیا مگر نادان لوگوں نے اس کے نور سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی“ (پیغام صلح صـ۱۳)

بہر حال پنجاب میں موجودہ ہندو سکھ منافرت سراسر حضرت بابا نانک رح کی امن بخش تعلیم کے منافی ہے۔ محبت سے محبت بڑھتی ہے اور نفرت سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت بابا نانک رح کا مذہب

اسلام کی پاکیزہ تعلیمات نے پورے ہندوستان پر جو گہرا اثر قائم کیا ہے۔ ہر طبقۂ خیال اس حقیقت سے واقف و آگاہ ہے۔ لیکن حضرت بابا نانک رح اسلامی تعلیمات سے بے حد متاثر ہوئے تھے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اقرار صرف ہندو مسلمان ہی نہیں کرتے بلکہ خود گرنتھ صاحب اور جنم ساکھیوں میں اس کا اعتراف موجود ہے۔ اور سکھ ودوانوں نے بھی بڑی شد و مد سے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی توحید۔ اسلامی عبادات نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ اسلامی ارکان کی اہمیت سکھ لٹریچر میں بڑی وضاحت سے موجود ہے۔ فرمایا صاحب میرا ایکو ہے۔ ایکو ہے بھائی ایکو ہے۔ (آسا محلہ ۱)

پاک پڑھو کلمہ (نبیا) محمد نالی ملاسئے
ہو یا معشوق خدائے دا ہو یا کل الاہے

(جنم ساکھی بالا صـ۱۴۱)

ایکو سمرو نانکا جو جل تھل رہیا سماے
دوجا کاہے سمریئے جو جمّے تے مر جائے

اس حقیقت کی وضاحت کے لئے ہندو، سکھ اور عیسائی ودوانوں کی بعض تحریریں پیش خدمت ہیں۔

(۱):۔ مشہور تاریخ دان ڈاکٹر تارا چند فرماتے ہیں:۔

ترجمہ:۔ ”یہ بات بالکل عیاں ہے کہ بابا نانک نے پیغمبر اسلام کو اپنا (ماڈل) Model بنایا اسی لئے آپ کی تعلیمات اس حقیقت سے رنگین و متاثر نظر آتی ہیں“

(Influence of Islam on Indian Culture P.169)

(۲):۔ سابق صدر ہند ڈاکٹر ایس رادھا کرشن فرماتے ہیں:۔

”گورو نانک جی اسلام مذہب کے مسئلہ توحید سے بے حد متاثر تھے۔ اور انہوں نے بت پرستوں کو بہت پھٹکارا۔ خدا تعالیٰ واحد و یگانہ ہے اور وہ انصاف بھرا پیار کرنے والا اور نیک ہے۔ غیر مجسم ہے اور غیر محدود ہے۔ نیز عالم کائنات کا خالق ہے“ (گورو نانک جوت تے سروپ صـ۱۹)

(۳):۔ سر جان میلکم لکھتے ہیں:۔

ترجمہ:۔ ”نانک نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مشن کا انکار نہیں کیا انہوں نے فرمایا کہ پیغمبر صلعم دنیا میں اس لئے بھیجے گئے کہ نیکی کریں۔ اور نیکی کی تعلیم دیں۔ اور قرآن کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی تبلیغ کریں“

(Sketch of Sikhs P.160)

(۴):۔ ”اسلامی صوفی فقیروں نے گورو نانک جی کے دل پر بہت گہرا اثر ڈالا تھا صوفی جیون اور سکھی مارگ میں متعدد باتیں مشترک ہیں ...... گورو نانک جی کی تعلیم اور صوفی مذہب ایک ہی شکل ہے“

قرآن کریم اور سکھ مذہب

گرنتھ صاحب اور جنم ساکھیوں کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ متعدد اہم مقامات پر قرآن کریم کے الفاظ تک استعمال کئے گئے ہیں۔ مثلاً یہ شلوک ہے۔

اوّل اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے
اک نور تھیں سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے

اس شلوک میں ”الف“ ”اللہ“ ”قدرت“ ”نور“ یہ سب قرآن کریم کے الفاظ ہیں اور یہ پورا شلوک بھی درحقیقت قرآن کریم کی آیت اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے مفہوم کو ہی پیش کر رہا ہے۔ اسی طرح رحیم، کریم، قادر وغیرہ بہت سے قرآن کریم کے الفاظ گرنتھ صاحب میں استعمال ہوئے ہیں۔

علاوہ ازیں ”صاحب“ ایک ایسا لفظ ہے جو سکھ مذہب میں ہر اہم اور مقدس جگہ پر استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً گرنتھ صاحب، دربار صاحب، چولا صاحب، جوتڑی صاحب وغیرہ وغیرہ آپ حیران ہونگے کہ یہ لفظ بھی قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے اور عربی لفظ ہے۔

سکھ دھرم میں ایک مشہور مصرعہ استعمال ہوتا ہے کہ راج کریگا خالصہ عاقی رہے نہ کو۔ اس میں خالصہ اور عاقی دونوں قرآن کریم کے الفاظ ہیں لفظ ”خالصہ“ قرآن کریم میں تین چار مرتبہ استعمال ہوا ہے عاق عربی لفظ ہے جس کے معنے نافرمان کے ہیں یا بے نسبتی ہے۔ اس روٹ اور مادہ سے بھی قرآن کریم میں الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

اس قدر باہمی تعلق و ارتباط اور محبت و یگانگت ہونے کے باوجود سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان پھوٹ اور منافرت کے دَور آتے بھی رہے اور جاتے بھی رہے اسی طرح یہ بات مسلّمہ ہے کہ حضرت بابا نانک ہندوؤں کے ایک شریف انسان مہتہ کالو رام کے ہاں پیدا ہوئے تھے۔ ہندوؤں اور سکھوں کے درمیان محبت و پیار کے دَور آئے اور منافرت کے بھی لیکن موجودہ منافرت جو ہندوؤں اور سکھوں میں فتنہ فساد کی حد تک بڑھ کر پنجاب کو بدنام کر رہی ہے ہر سمجھدار انسانیت شخص اس کی مذمت کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہے کہ یہ منافرت کی فضاء جلد تر دُور ہو کر محبت و اعتماد کی فضاء قائم ہو جائے۔

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہیں ہندوستاں ہمارا

پوتھی صاحب

یہ کتاب گورو جی کے مکہ مدینہ اور اسلامی ملکوں کے سفروں میں آپ کے ہمراہ رہی اور آپ کی وفات کے بعد یہ کتاب گورو ہرسہائے (باقی ملاحظہ فرمائیں صـ۱۱ پر)

سیرت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی جماعت احمدیہ

از مکرم مولوی محمد حمید صاحب کوثر انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی (مہاراشٹر)

جب سے بنی نوع انسان کی تخلیق ہوئی ہے اللہ تعالےٰ نے انسان کو اس کی پیدائش کی اصل غرض کی طرف توجہ رکھنے کے لئے انبیاءِ کرام کی آمد کا سلسلہ بھی شروع فرمایا۔ انسانی پیدائش کی علت غائی یہ ہے کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرے۔ اور اللہ تعالےٰ کے بتائے ہوئے اصول و قوانین کے مطابق اپنی زندگی گذارے۔ پچھلی ایک صدی سے تمام مذاہب کے پیروکار اس بات کے شدید منتظر تھے کہ کل یگ کا اوتار آئے۔ مسیح ثانی کا گرو یا مرد کا ظاہر ہو۔ عیسیٰ مسیح آسمان سے آئیں۔ بودھ جی مہاراج دوبارہ آئیں۔ امام مہدی ظاہر ہوں۔ جو موجودہ دور کے مطابق پہلی ان حقوق کی ادائیگی کی طرف راہنمائی فرمائیں۔ "موعود اقوام عالم" کے بارے میں تمام مذاہب میں بیان شدہ علامات پوری ہو گئیں۔ اب دو ہی صورتیں ہیں۔

(۱) :- موعود اقوام عالم آگیا؟ یا (۲) تمام مذاہب میں مذکورہ پیشگوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔ جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہم تمام بنی نوع انسان کو یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ وہ موعود اقوام عالم ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء کو قادیان پنجاب (انڈیا) میں پیدا ہو چکا ہے۔ آپ کا نام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہے۔ کل یگ کے اس اوتار نے اس یگ میں انسان کا تعلق پھر اللہ تعالےٰ سے قائم کروا دیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں
اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے
آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر
کرو۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۹۸)

تعلق باللہ

موعود اقوام عالم کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہوئے سب سے پہلے اور سب سے مقدم ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ انسان جو اس مقصد عظیم کے لئے کھڑا ہوا ہے اس کا اپنا تعلق اللہ تعالےٰ سے کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بچپن سے ہی اللہ تعالےٰ سے بہت محبت تھی۔ ہر وقت اپنے چھوٹے سے کمرے میں عبادت میں لگے رہتے۔ آپ اپنا وقت ذکر الٰہی میں گذارتے۔ دُنیادی کاموں میں آپ کا دل نہیں لگتا تھا۔ یہ حالات دیکھ کر آپ کے والد صاحب نے علاقہ کے ایک سکھ زمیندار کے ذریعہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد صاحب سے ملنے آیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کہلا بھیجا کہ آج کل ایک ایسا بڑا افسر برسراقتدار ہے جس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ اس لئے اگر تمہیں نوکری کی خواہش ہو تو میں اس افسر کو کہہ کر تمہیں اچھی ملازمت دلا سکتا ہوں۔ یہ سکھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے والد صاحب کا پیغام پہنچا کر تحریک کی کہ یہ ایک بہت عمدہ موقعہ ہے اسے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے جواب میں بلا توقف فرمایا۔ حضرت والد صاحب سے عرض کر دو کہ میں ان کی محبت اور شفقت کا ممنون ہوں۔ مگر میری نوکری کی فکر نہ کریں۔ میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں۔ یہ سکھ زمیندار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد صاحب کی خدمت میں حیران و پریشان ہو کر واپس آیا اور عرض کیا کہ آپ کے بچے نے تو یہ جواب دیا ہے کہ میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد صاحب نے جواباً فرمایا اچھا غلام احمد نے یہ کہا ہے کہ میں نوکر ہو چکا ہوں۔ تو خیر ہے اللہ اُسے ضائع نہیں کرے گا۔ اور اس کے بعد کبھی کبھی حسرت کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ سچا راستہ تو یہی ہے جو غلام احمد نے اختیار کیا ہے۔

اگر تاریخ انبیاء مکمل طور پر محفوظ ہوتی تو قریباً تمام انبیاء و صلحاء و بزرگان کے ابتدائی واقعات میں ایک زبردست مماثلت و مشابہت ہوتی۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ بالا واقعہ ہے اس کو پڑھ کر بدھ اور یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔ جب مہاتما بدھ جی مہاراج اپنے والد کے عیش و عشرت کے محل میں مقیم تھے مگر آپ کا دل اس دُنیا میں نہ لگتا تھا۔ بدھ جی مہاراج کے والد صاحب نے ان کو دُنیا کی طرف راغب کرنے کی بڑی کوشش کی مگر آپ اس پر فریب دُنیا کو چھوڑ کر جنگلوں میں چلے گئے۔ اور وہاں یاد الٰہی میں مصروف و مشغول ہو گئے۔ گورو نانک جی مہاراج کے والد صاحب نے آپ کو کچھ روپے دیئے کہ اس سے کچھ تجارت شروع کر دیں۔ چنانچہ آپ گھر سے نکلے اور راستے میں آپ کو کچھ فقیر ملے۔ آپ نے انہی روپیٔ سے ان کو کھانا کھلایا اور خود گھر واپس آ گئے۔ اور کہنے لگے کہ میں سچا سودا کر کے آ گیا ہوں۔ اب ان تین واقعات سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ جس انسان کا تعلق اللہ تعالےٰ سے مضبوط ہو گا وہ اس دُنیا کے لئے نہیں مرے گا۔ بلکہ دُنیا کے ہر معاملہ میں وہ اللہ تعالےٰ کو مقدم رکھے گا۔ چنانچہ ایک کہتا ہے "میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو گیا" گورو نانک جی فرماتے ہیں میں نے سچا سودا کیا ہے۔ بدھ جی فرماتے ہیں یہ دُنیا مجھے سکون نہیں دے سکتی حقیقی سکون یاد الٰہی میں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت الٰہی کا جذبہ آپ کی ذات تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ آپ کو اس بات کی بھی انتہائی تڑپ تھی کہ یہ عشق کی چنگاری تمام بنی نوع انسان کے دلوں میں پیدا ہو جائے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"کیا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جس کو یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں؟" (کشتی نوح)

شفقت علی خلق اللہ

ایک طرف آپ کو اللہ تعالےٰ سے شدید محبت تھی۔ اور آپ ہمیشہ ذکر الٰہی میں لگے رہتے تو دوسری طرف آپ کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے بے پناہ محبت تھی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے۔ اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔" (اربعین نمبر ۱)

یہ محض زبانی دعوےٰ نہیں ہے بلکہ یہ حقیقت ہے کہ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ خدا کی ہمدردی میں گذرتا تھا اور دیکھنے والے حیران ہوتے تھے کہ خدا کا یہ بندہ کیسے ارفع اخلاق کا مالک ہے کہ اپنے دشمنوں کے لئے حقیقی ماں کی سی تڑپ رکھتا ہے۔ چنانچہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ جو آپ کے مکان ہی کے ایک حصہ میں رہتے تھے اور بڑے نکتہ رس بزرگ تھے روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں پنجاب میں طاعون کا دور دورہ تھا اور بے شمار آدمی ایک ایک دن میں اس موذی مرض کا شکار ہو رہے تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کو علیحدگی میں دُعا کرتے سُنا اور یہ نظارہ دیکھ کر محو حیرت ہو گئے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ اس دُعا میں آپ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش ہوتی کہ سُننے والے کا پتہ پانی ہوتا تھا۔ اور آپ اس طرح آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کر رہے تھے کہ جیسے کوئی عورت دردِ زہ سے بے قرار ہو۔ میں نے غور سے سُنا تو آپ مخلوقِ خدا کے واسطے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دُعا فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ الٰہی اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔ (سیرت مسیح موعودؑ مؤلفہ حضرت عرفانی صاحبؓ)

دشمنوں سے سلوک

عام مخلوق خدا کے علاوہ آپؑ تو اپنے دشمنوں کا بھی بُرا نہیں چاہتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ بعض عیسائی مشنریوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اقدام قتل کا سراسر جھوٹا مقدمہ دائر کیا۔ اور ان مسیحی پادریوں میں ڈاکٹر مارٹن کلارک پیش پیش تھے۔ مگر خدا نے عدالت پر آپؑ کی صداقت کھول دی اور آپؑ اس مقدمہ میں جس میں عیسائیوں کے ساتھ بعض غیر احمدی مخالفین نے بھی آپؑ کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا کہ کسی طرح آپؑ سزا پا جائیں

اپنی عزت کے ساتھ بری ہو گئے۔ جب عدالت نے اپنا فیصلہ سنایا تو کیپٹن ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے آپ کو مخاطب ہو کر پوچھا:-

"کیا آپ چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر کلارک پر (اس جھوٹی کارروائی کی وجہ سے) مقدمہ چلائیں۔ اگر آپ مقدمہ چلانا چاہیں تو آپ کو اس کا قانونی حق ہے۔ آپ نے بلا توقف فرمایا کہ میں کوئی مقدمہ کرنا نہیں چاہتا۔ میرا مقدمہ آسمان پر ہے"

(سیرۃ مسیح موعودؑ مؤلفہ عرفانی صاحب)

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو چچا زاد بھائی مرزا امام دین اور مرزا نظام دین صاحب نے اپنی بے دینی اور دنیاداری کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سخت ترین مخالف تھے۔ بلکہ حقیقتاً وہ اسلام کے ہی دشمن تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایذا رسانی کے لئے حضورؑ کے گھر کے قریب والی مسجد مبارک کے رستہ میں دیوار کھینچ دی۔ اور مسجد میں آنے جانے والے نمازیوں اور ملاقاتیوں کا رستہ بند کر دیا۔ مجبوراً کر مقدمہ دائر کرنا پڑا۔ خدائی بشارت کے مطابق مقدمہ میں کامیابی ہوئی اور دیوار گرائی گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وکیل نے آپ کی اجازت کے بغیر خرچہ کی ڈگری حاصل کر کے دونوں بھائیوں کے خلاف قرقی کا حکم جاری کرا لیا۔ اب دونوں بھائیوں کے پاس قرقی کی بے باقی کے لئے روپیہ نہ تھا۔ انہوں نے لجاجت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خط لکھا۔ چنانچہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کارروائی کا علم ہوا تو آپ نے دونوں بھائیوں سے معذرت چاہی اور بتایا کہ یہ کارروائی میرے علم کے بغیر ہوئی ہے۔ آپ بالکل مطمئن رہیں کوئی قرقی نہیں ہو گی۔

راست گفتاری

آج کا انسان جب کہ مقدمات کی الجھنوں میں پھنستا ہے تو ۹۹ فیصد جھوٹ کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں مگر تمام انبیاء کرام اور بزرگوں نے سچ بولنے کو نیکیوں کی ابتداء کہا ہے۔ مگر دور حاضر کا انسان کہتا ہے اس کے بغیر چارہ نہیں۔ دور حاضر کے لئے موعود اقوام عالم علیہ السلام نے ہمارے لئے مقدمات میں سچ بولنے کا عدیم المثال مثال قائم فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مقدمہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خاندانی جائیداد کے متعلق ایک مقدمہ تھا اس مکان کے چبوترہ کے متعلق جس میں اب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے دفاتر ہیں۔ اس چبوترہ کی زمین دراصل ہمارے خاندان کی تھی۔ مگر اس پر دیرینہ قبضہ اس گھر کے مالکوں کا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بھائی نے اس کے حاصل کرنے کے لئے مقدمہ چلایا۔ اس پر گھر کے مالکوں نے یہ امر پیش کر دیا کہ ہمیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ ان کے چھوٹے بھائی (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو بلا کر گواہی لی جائے۔ اور جو وہ کہہ دیں ہمیں منظور ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بطور گواہ عدالت میں پیش ہوئے۔ اور جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ ان لوگوں کو اس راستے سے آتے جاتے اور اس پر بیٹھے عرصہ سے دیکھ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہاں اس پر عدالت نے ان کے حق میں فیصلہ دیدیا۔ آپ کے بڑے بھائی صاحب نے اسے اپنی ذلت محسوس کیا اور بہت ناراض ہوئے۔ مگر آپ نے فرمایا جب امر واقعہ یہ ہو تو میں کس طرح انکار کر سکتا ہوں۔

(الفضل جلد ۲۴ ص۹ ۔ الحکم ۵/۱۴ ص۲۱)

عفو

انسان کی انسانیت کو ذرا ٹھیس پہنچے تو وہ بدلہ لینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات تو ظلم پر اتر آتا ہے۔ اور کسی نوکر یا خادم سے نقصان ہو گیا تو نوکر بیچارے پر تو قیامت ٹوٹ پڑتی ہے۔ مگر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسوہ اس سے بالکل مختلف ہے چنانچہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ الہدین عرف فلاسفر نے جس کی زبان کچھ آزاد واقع ہوئی تھی۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی کچھ گستاخی کی جس پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو غصہ آگیا۔ انہوں نے فلاسفر صاحب کو ایک تھپڑ مار دیا۔ اس پر وہ اور تیز ہو گئے اور برا بھلا کہنے لگے۔ جس پر بعض لوگوں نے فلاسفر صاحب کو خوب اچھی طرح زود و کوب کیا۔ جس پر فلاسفر صاحب نے چوک میں کھڑے ہو کر بڑے زور سے رونا شروع کیا۔ یہ آواز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی سن لی۔ چنانچہ مغرب کے قبل مسجد میں ادھر ادھر ٹہلتے وقت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے اپنی بریت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کچھ عرض کیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ نہیں یہ بہت نادا جب بات ہوئی ہے۔ جب خدا کا رسول آپ لوگوں کے اندر موجود ہے تو آپ کو خود بخود اپنی رائے سے کوئی فعل نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ بلکہ مجھ سے دریافت کرنا چاہیئے تھا۔ حضرت صاحب کی اس تقریر سے مولوی عبدالکریم صاحبؓ رو پڑے اور حضرت صاحب سے معافی مانگی۔ (ذکر حبیب ص۳۲۹)

۲۔ ایک دن حضور علیہ السلام مسجد مبارک کی چھت پر تشریف فرما تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ بھی موجود تھے۔ حضور علیہ السلام نے مہمانوں کے لئے پرچ پیالیاں منگوائی ہوئی تھیں۔ میر مہدی حسین صاحب سے وہ گر گئیں اور چکنا چور ہو گئیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے عرض کیا کہ حضور آواز آئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ میر مہدی حسین صاحب سے پرچیں ٹوٹ گئیں۔ فرمایا۔ میر صاحب کو بلاؤ۔ میر مہدی حسین صاحب ڈرتے ہوئے سامنے آئے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ میر صاحب کیا ہوا۔ انہوں نے عرض کیا حضور ٹھوکر لگنے سے پیالیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ اس پر فرمایا کہ دیکھو جب یہ گریں تھیں تو ان کی آواز کیسا اچھا تھا۔ (الفضل جلد ۳۱ ص۲۸۸)

اللہ اللہ کتنا عفو اور کتنی محبت کا سلوک ہے اپنے خادم کے ساتھ۔ جس کی مثال دنیاوی زندگی میں تو ملنا ناممکن ہے۔

حضرت بابا نانکؒ بقیہ ص۹

(فیروزپور کے گوردوارے) میں محفوظ تھی اور یہ پوتھی صاحب درحقیقت قرآن کریم تھا۔ ایک سکھ ودوان نے بھی لکھا ہے کہ:- "وہ گورو ہر سہائے میں ایک قرآن شریف پڑا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ وہ قرآن شریف ہے جس کو گورو نانک مدینے کے سفر میں اپنے ہمراہ لے گئے تھے" (خالصہ سماچار ۸ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

بابا نانکؒ کے تبرکات میں سے ایک چولہ صاحب ہے جو عربی چولہ کہلاتا تھا اور بعض کے نزدیک یہ چولہ صاحب جو آپ آخری عمر میں پہنتے تھے بغداد سے ملا تھا۔ سکھوں میں اس چولہ کو بہت متبرک سمجھا جاتا ہے یہ چولہ ڈیرہ بابا نانک میں بیدی صاحبان کے پاس موجود ہے ہر سال اس کا درشن کرانے کے لئے ایک میلا وہاں لگتا ہے۔ اس چولہ صاحب پر قرآن مجید کی سورۃ فاتحہ۔ آیۃ الکرسی۔ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ اور قرآن کریم کی دوسری آیات لکھی ہوئی ہیں۔ یہ تمام باتیں بتاتی ہیں کہ حضرت بابا نانکؒ کو قرآن کریم سے کس حد تک لگاؤ تھا اور آپ کے دل میں قرآن کریم کا کس حد تک اکرام و احترام تھا۔

عظیم پیشگوئی:- جنم ساکھی بھائی بالا والی وڈی ساکھی کے ص۲۵۲ پر ایک عظیم الشان پیشگوئی گورو جی نے کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ایک "جٹیٹا" ہو گا۔ یعنی زمیندار ہو گا۔ پھر یہ بتایا ہے کہ ہمارے سو سال بعد ہو گا۔ چنانچہ گورو گوبند سنگھ پر گورو یائی ختم ہوئی۔ اور اس کے ٹھیک ایک سو سال بعد حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ موعود اقوام عالم نے دنیا کے سامنے اپنا دعویٰ پیش کیا۔ پھر یہ بھی اس پیشگوئی میں بتایا گیا ہے کہ "وہ مردانیاں وٹالے دے پرگنے وچ ہو سی" یعنی وہ بٹالے کے پرگنہ میں ظاہر ہو گا۔

حضرت کرشن علیہ السلام بقیہ ص۷

اور پھر نیک اعمال بجا لاتے ہیں وہ روحانی ترقی حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح گیتا نے بھی یہ تعلیم دی ہے۔ ایک خدا کو ماننے کے ساتھ اندریوں کو اپنے وش اور قابو میں کرنے کی کوشش کرو۔ چنانچہ گیتا کے ادھیائے ۶ شلوک ۱۲-۱۳ میں لکھا ہے۔

"انسان کو چاہیئے کہ اس چنچل نفس کو دنیوی چیزوں سے ہٹا کر خدا میں لگائے"

پھر لکھا ہے:-

"جب اندریوں کے دروازوں کو روک کر یعنی اندریوں کی تمام خواہشات روک کر اپنے نفس کو یوگ کے ذریعہ جو شخص پرماتما میں لگاتا ہے اور پھر ذکر الٰہی کرتے ہوئے اس جہان سے کوچ کرتا ہے وہ شخص پرم گتی یعنی نجات کو حاصل کرتا ہے۔"

(گیتا باب ۶ شلوک ۱۲-۱۳)

چنانچہ پران حضرت کرشن جی کی لائف سے ثابت ہے کہ آپ خود مہا یوگی تھے اور آپ کے وقت کا بہت بڑا حصہ یوگ بھگتی اور عبادت الٰہی میں صرف ہوتا تھا۔ اور جس طرح حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت الٰہی کا نمونہ پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ۔ اگر تم خدا کے پیارے بننا چاہتے ہو تو پھر ادھر ادھر جانے کی ضرورت نہیں۔ میری اتباع کرو۔ جو میں عمل کرتا ہوں اس کے مطابق تم بھی عمل کرو۔ تم پاک ہو جاؤ گے۔ تمہارا تعلق خدا سے قائم ہو جائیگا اور خدا تعالیٰ بھی تم سے پیار کرنے لگے گا۔

ہندو شاستروں سے معلوم ہوتا ہے کہ کرشن جی کی اس تعلیم کا اثر ایک ہزار سال تک قائم رہا تھا۔ پھر اس کے بعد دھیرے دھیرے کل یگ کا اثر بڑھنے لگا۔ لوگ پرماتما سے ومکھ ہونے لگے۔ پرماتما کی بھگتی کا خیال لوگوں کے دلوں سے نکلنے لگا اور گیتا کی تعلیم کو چھوڑ کر پاپوں میں مگن ہو گئے۔ اور پاپوں کے بڑھنے پر بدھ دیو جی بطور اوتار کے ظاہر ہوئے اور انہوں نے اصلاح اور سدھار کا کام سرانجام دیا۔ اور ان کے بعد بھوشیہ پران کی پیشگوئی کے مطابق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ جو عالمگیر رسول تھے۔ اور انہوں نے دنیا میں ایک روحانی انقلاب بپا کیا اور کرشن جی مہاراج کی طرح خدا سے پریم اور محبت کا رستہ بتایا۔ اور یہ بھی اعلان کیا۔ کان فی الھند نبیا اسود اللون اسمہ کاھنا۔ ہندوستان میں ایک عظیم پیغمبر گزرا ہے جو سانولے رنگ کا تھا اور اس کا نام کنہیا تھا۔ اسی وجہ سے ہم احمدی مسلمان حضرت کرشن علیہ السلام کو خدا کا نبی اور پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اس وجود پر ہوں۔

۲۳ چنانچہ قادیان بٹالے کے پرگنہ میں ہے۔ یہ تمام پیشگوئیاں بڑی وضاحت کے ساتھ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے مقدس وجود میں پوری ہو رہی ہیں۔

شری رام چندر جی مہاراج

از مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر - درویش قادیان

مذاہبِ عالم میں غالباً اسلام ہی ایک ایسا عالمگیر مذہب ہے جس نے کائنات عالم کے لئے فراخدلی، روا داری، اخوت اور وسیع بھائی چارے Universal Brotherhood (Muslim Brotherhood) کا سنہری اصول عطا فرمایا ہے کہ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (الرعد) دُنیا کی ہر ایک قوم میں اللہ تعالےٰ نے وقتاً فوقتاً نبی، رسول، اوتار اور ہادی مبعوث فرمائے ہیں۔ اِس ارشادِ ربّانی اور نص صریح کے تحت مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر آج تک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر، رسول اور ہادی دُنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہو چکے ہیں۔ اور لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ۔ روئے زمین کے تمام مسلمان انہیں نفسِ نبوت میں برابر کا شریک یقین کرتے ہیں اور دل سے ان سب کی عزت و توقیر اور عظمت کے قائل ہیں۔

اہلِ ہنود :- ہندوستان میں بحیثیت مجموعی اہلِ ہنود ایک پُرانی اور کثیر التعداد قوم چلی آرہی ہے۔ اس قوم میں شری رامچندر جی مہاراج اور شری کرشن جی مہاراج دو نو عظیم المرتبت شخصیتیں نمایاں طور پر پیغمبر، نبی یا اوتار کے روپ میں کروڑھا قلوب میں عقیدت و سردھا کا مقام حاصل کر چکی ہیں۔ ان کی سچائی پر قرآنی اصل وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ کی مہر ثبت معلوم ہو تی ہے۔

رامائن :- زمانۂ قدیم میں عام طور پر تاریخ نویسی کا رواج نہ تھا۔ تاہم حضرت رامچندر جی کے حالات کا جو کچھ علم حاصل ہوتا ہے۔ وہ رام چرت مانس یا نانا پران نگما گم سمت سے حاصل ہوتا ہے۔ جسے عرفِ عام میں گوسوامی تلسی داس جی کی "رامائن" کہا جاتا ہے۔ جو مغل دور کے شہنشاہ اکبر کے دورِ حکومت میں احاطۂ تحریر میں لائی گئی تھی۔ یہ نہ تو الہامی کتاب ہے اور نہ ہی شری رام چندر جی کے کسی ہمعصر کی تصنیف ہے۔ رامائن کے ماخذ ہیں، بالمیکی رامائن، ادھیاتم رامائن، بھشنڈی رامائن اور ہنومان ناٹک وغیرہ۔ رام چرت مانس پر سب سے زیادہ اثر راما نند کا پڑا ہے۔ تلسی داس جی نے ڈرامہ کی تکنیک کے پیشِ نظر بعض فرضی واقعات کو اپنی طرف سے داخل کر کے ڈرامائی تکنیک کی تکمیل کی ہے۔

بہر حال رامائن کی رُو سے شری رامچندر جی کے حالات، ان کی بعثت، تعلیمات اور روحانیات جیسے آج سے ساڑھے تین ہزار سال پہلے کے لوگوں کے لئے مشعلِ راہ تھیں۔ وہ آج کے گئے گذرے زمانے کے لوگوں کے لئے بھی ہدایت اور نجات کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔

حضرت رامچندر جی کے حالات

ابتدائی تعلیم :- شری رامچندر جی مہاراج شمالی ہند کی ایک ریاست کوشل کے حکمران راجہ دشرتھ کے بڑے بیٹے تھے جو ماتا کوشلیا کے بطن سے پیدا ہوئے۔ کوشل کی راجدھانی اجودھیا تھی۔ یہ ریاست اُس زمانے میں علم و فضل و امن و چین اور دولت و ثروت کا گہوارہ تھی۔ شری رام چندر جی کی ابتدائی تعلیم مقامی درسگاہ گورو کُل میں ہوئی۔ چھوٹی ہی عمر میں آپ نے وید اور شاستر پڑھ لئے تھے۔ فنونِ جنگ اور حربی تعلیم آپ نے بمعہ دیگر چاروں شہزادوں کے جنگلوں میں رشی وشوامتر کی اتالیقی میں حاصل کی۔ اور فنونِ حرب میں ید طولیٰ حاصل کیا۔ جنگلوں میں سادھو مارِیچ راکھشوں اور ان کی ظالم فوجوں کے ساتھ معرکے ہوئے۔ ان عملی جنگوں میں آپ نے دشمنوں کو شکست پر شکست دے کر ہمیشہ کے لئے ان ظالموں کا ناش کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں ملک میں امن و شانتی قائم ہونے کے علاوہ آپ کو جنگ کی مکمل ٹریننگ بھی حاصل ہو گئی۔

تعلیمات رموزِ مملکت

آپ کی شادی ریاست متھرا کے راجہ جنک کی سپتری سیتا جی سے سولہ سال کی عمر میں ہو گئی۔ جس سے آگے چل کر آپ کے ہاں "لو" اور "کُش" دو بیٹے پیدا ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ لاہور اور قصور انہی بیٹوں کے نام پر آباد ہوئے تھے۔ شادی کے بعد بارہ برس تک سلطنت کے سیاسی۔ اقتصادی اور سماجی وغیرہ تمام پیچیدہ امور سرانجام دیتے رہے۔ اس طرح آپ نے عالمِ شباب تک ادبی، حربی اور رموزِ سلطانی وغیرہ تمام اقسام کی تعلیمات میں کمال حاصل کر لیا۔ اور اپنی خدا داد ذہانت، نیکی، تقویٰ، رعایا پروری کی وجہ سے ہر دلعزیز اور پرجا کے لئے محبوب ترین وجود بن چکے تھے۔ اس لئے راجہ دشرتھ نے اپنے بڑے بیٹے "رام" کی شخصیت کے مدِنظر آپ کے راج تلک (ولیعہد) ہونے کا اعلان کر دیا۔

بن باس :- کہاوت ہے کہ
"تدبیر کند بندہ، تقدیر زند خندہ"

مہا راجہ دشرتھ کی تدبیر رام کے ولیعہد بنائے جانے پر اجودھیا نگری دلہن کی طرح آراستہ و پیراستہ کی گئی۔ مگر تقدیرِ الٰہی نے اس صبح کو چمن بادِ خزاں و زبیدہ بنا کر رکھ دیا۔

ایک بار راجہ دسرتھ نے ملک کے تحفظ کی خاطر لڑی جانے والی گھمسان کی ایک جنگ کے دوران اپنی تیسری رانی کیکئی کو اس کی ملکی خدمت کی بنا پر دو قول دیئے تھے۔ رانی نے وہ پُرانے وعدے یاد دلا کر راجہ سے شری رام کو چودہ برس کا بن باس اور اپنے بیٹے بھرت جی کو راج گدی دینے کی مانگ کی۔ بہت کچھ سمجھانے کے باوجود رانی کی ترِیا ہٹ غالب آئی۔ اور شری رام چندر جی اپنے باپ کے ایفائے وعدہ کی خاطر چودہ برس کا طویل زمانہ جنگلوں میں گذارنے کے لئے تیاری کرنے لگے۔

یہ ایک نہایت نازک اور مشکل امتحانات میں سے گذرنے کا وقت تھا۔ آپ کی ماتا کوشلیا نے بن باس جانے کے وقت آپ کو اجازت دیتے ہوئے کہا۔ ؎

آخر ہے عمر، ہے یہ میرا وقت واپسیں
کیا اعتبار آج ہوں دُنیا میں کل نہیں
لیکن وہ دن بھی آئیگا اس دل کو ہے یقین
سوچو گے جب کہ روتی تھی کیوں مادرِ حزین
اولاد جب کبھی تمہیں صورت دکھائے گی
فریاد اس غریب کی تب یاد آئیگی

لیکن آپ نے اپنے خاندانی وقار و روایات کو یاد دلاتے ہوئے بڑی اولوالعزمی سے ماں کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا :- ؎

جاتا کہیں نہ چھوڑ کے قدموں کو آپ کے
مجبور کر دیا مجھے وعدے نے باپ کے
کیونکہ رگھو خاندان کا طریقہ امتیاز وعدہ ایفائی رہا ہے چاہے اس کے لئے جان بھی قربان ہو جائے۔ ؎

رگھو کل ریت سدا چلی آئی
پران جائیں پر بچن نہ جائی۔

راجہ دشرتھ کی وفات

پس ماں باپ اور دیگر عزیز و اقارب و رعایا سے اجازت لے کر شری رام چندر جی شری لچھمن اور سیتا جی تین معصوم جانیں سنیاسیوں کے لباس میں جنگلوں کو روانہ ہو گئیں۔ بھرت جی بمعہ ارکان دولت چترکوٹ کے مقام پر آپ کے پاس جنگل میں گئے۔ اور بتایا کہ سات دن گذرنے پر باپ کا انتقال ہو گیا تھا۔ واپس اجودھیا چلنے اور ملک کی سیوا کرنے پر تمام ارکان نے زور دیا۔ لیکن آپ نے اپنے سوتیلے بھائی بھرت کو اپنی طرف سے راج کرنے کا ارشاد فرمایا اور چند نصائح کیں۔

چند نصائح :- بھرت جی کو آپ نے فرمایا :-

(۱) :- رعایا کی فرزند کی طرح پرورش کرو۔ (۲) :- غیر عورت کی مادرِ مہربان کی طرح عزت کرو۔ (۳) :- ہمیشہ آدابِ مجلس ملحوظ رکھو۔ (۴) :- بدکردار دشمن کا قلع قمع کرنے میں کبھی پس و پیش مت کرو۔ (۵) :- ہمیشہ وعدہ کا پاس کرو۔ (۶) :- آپ نے لوگوں کو فرمایا اعتماد، شانتی، اور کلیان کی جڑ "وعدہ ایفائی" ہے۔

داغِ ہجرت :- انبیاء علیہم السلام کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ امر بھی سامنے آتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہجرت بھی ہے۔ تقریباً تمام نبیوں کو داغِ ہجرت کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ یا ان کے خلفاء کو یا پیروکاروں کو اپنے ملک سے ہجرت کرنا پڑی۔ حضرت رام چندر جی کو بھی تقدیرِ الٰہی کے ماتحت ہجرت کرنی پڑی۔ جسے بن باس کا نام دیا گیا۔ اس ہجرت میں بیش بہا حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ تھیں۔

جہاد بالسیف :- اس زمانہ میں جنوبی ہند لنکا کے راجہ راون کی نو آبادیات میں شامل ایک کالونی کی حیثیت رکھتا تھا۔ حالانکہ یہ علاقہ ہندوستان کا اٹوٹ انگ تھا۔ اُن کی طرف سے اس کے دو بھائی کھر اور دُوشن بہ حیثیت وائسرے جنوبی ہند پر حکومت کرتے تھے۔ شری رام چندر جی ان دنوں پنچ وٹی میں مقیم تھے۔ اس جگہ سے آپ کے اس مشن کے اس حصّہ کا آغاز ہوتا ہے جسے جہاد بالسیف کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

کھر اور دوشن کی بہن سروپ نکھا نے رام اور لچھمن کو اپنے ساتھ شادی کرنے کے لئے از حد تنگ کیا۔ لچھمن جی نے تنگ آکر

سروپ نکھا کی ناک کاٹ دی۔ اس کے بھائیوں نے طیش میں آکر ان پردیسی سنیاسیوں کے ساتھ جنگ شروع کر دی۔ شری رام چندرجی اور لچھمن جی کو اپنے دفاع کے لئے مجبوراً تلوار اُٹھانی پڑی۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرمائی۔ اور وہاں کے ظالم راجاؤں سے لوگوں کو نجات ملی۔ آپ اس علاقہ کے نجات دہندہ ثابت ہوئے۔

ii سگریو والئے کسکندا کو اپنے چھوٹے بھائی بالی نے اس کا راج اور بال بچے چھین کر جلاوطن کر دیا تھا۔ سگریو مظلوم کی درخواست پر آپ نے سگریو کی مدد کی۔ اور لڑائی میں بالی کو درخت کی آڑ میں چھپ کر تیر سے ہلاک کر دیا۔ اور سگریو کو اس کا راج پاٹ، بال بچے دلوائے۔ کسکندا کی سیاسی، سماجی اور اقتصادی حالت درست ہو گئی۔ اور ملک میں امن و امان قائم ہو گیا۔ تو آپ نے سگریو کو لنکا پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ

iii راون اپنے بھائیوں کھر اور دوشن اور اپنی نو آبادی کی تباہی نہ دیکھ سکا۔ وہ لنکا میں شری رام چندرجی کی پبلک میں مقبولیت، ہر دلعزیزی۔ فتوحات اور آپ کی خدا داد ذہانت کا اندازہ لگا چکا تھا۔ اس نے علی الاعلان جنگ کا راستہ نہ اپنا کر مکر و فریب کا راستہ اپنایا۔ اور شری رام چندرجی کی عدم موجودگی میں سیتاجی کو جوگی کے لباس میں دھوکے سے اُٹھا لے گیا۔

شری رام چندرجی نے اپنے حلیف، سگریو، ہنومان، راون کے بھائی ببھیکشن اور انگشد وغیرہ کے ذریعہ راون کو سیتاجی کے لوٹا دینے کی بہت کوششیں کیں۔ مگر راون نے صلح کی کوئی بات منظور نہ کی۔ آخر تنگ آمد بجنگ آمد۔ شری رام چندرجی نے اپنے اتحادیوں کے ساتھ لنکا پر حملہ کر دیا۔ راون کا بھائی ببھیکشن لنکا کی سرزمین کے چپہ چپہ سے واقف تھا۔ اس کی جانکاری کی وجہ سے "رام" کو انجام کار عظیم الشان فتح نصیب ہوئی۔ راون کا بہادر بیٹا میگھناد، بھائی کنبھ کرن میدانِ جنگ میں مارے گئے۔ اور دسہرے کے روز رام کے ہاتھوں راون بھی مارا گیا۔

اِس دھرم یدّھ میں
حق غالب آیا اور
باطل بھاگ گیا۔

گورنر پنجاب کے مُشیر جناب ایس ایس سندھو صاحب کی گورداسپور میں تشریف آوری

جماعتِ احمدیہ کی طرف سے قرآن مجید پنجابی کی پیشکش

مورخہ ۲۹-۳-۸۴ کو جناب گورنر صاحب پنجاب کے مُشیر ایس ایس سندھو صاحب پہلی مرتبہ ضلع گورداسپور میں تشریف لائے۔ جہاں گورنمنٹ کالج میں تقسیم انعامات اور ریڈ کراس کی طرف سے بیوگان کو امدادی سکیم کے ماتحت سلائی کی مشینیں تقسیم کرنے کی تقریبات تھیں۔ اس موقعہ پر محترم ناظر صاحب اعلیٰ کی ہدایت کے مطابق جناب سندھو صاحب کو جماعت احمدیہ کی طرف سے خوش آمدید کہنے کے لئے ایک وفد جو محترم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر تعلیم و جائیداد، محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر امور عامہ، مکرم چوہدری سعید احمد صاحب ایڈیشنل ناظر جائیداد اور مکرم سید تنویر احمد صاحب مشیر قانونی پر مشتمل تھا، گورداسپور گیا۔ اور جناب مُشیر صاحب موصوف سے پبلک ریسٹ ہاؤس میں قریباً ایک بجے دوپہر ملاقات کی۔ ڈپٹی صاحب گورداسپور نے جماعتِ احمدیہ کے وفد کا تعارف جناب سندھو صاحب سے کرایا۔ اس موقعہ پر وفد کی طرف سے پنجابی قرآن مجید کا ایک نسخہ اور کچھ جماعتی لٹریچر اُن کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جسے موصوف نے کھڑے ہو کر بڑے ادب و احترام سے قبول کیا۔ اور اس کے لئے جماعتِ احمدیہ کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں محترم عاجز صاحب نے جماعتِ احمدیہ کے صُلح کل اور امن پسند اصولوں کی وضاحت کرتے ہوئے اُن کو بتایا کہ جماعتِ احمدیہ جملہ پیشوایانِ مذاہب کی تعظیم کرتی ہے۔ اور سب کو خدا کی طرف سے پیغامبر جانتی ہے۔ اور حکومتِ وقت کے ساتھ ہمیشہ تعاون کے اصول پر کاربند چلی آ رہی ہے۔ مُشیر صاحب نے قادیان کی کُل آبادی اور موجودہ احمدیہ آبادی کے متعلق دریافت کیا۔ اس موقعہ پر اُن کے ساتھ بعض جماعتی اُمور کے متعلق بھی گفتگو کی گئی۔ جن کے متعلق اُنہوں نے ہمدردانہ توجہ دینے کا وعدہ فرمایا۔ اور قادیان آنے کی دعوت کو آئندہ کسی پروگرام میں مدِنظر رکھنے کا وعدہ کیا۔ (نامہ نگار)

اِلتوا دورہ مکرم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد مبلغ سلسلہ

بدر کی گزشتہ اشاعت میں مکرم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد کے دورہ کشمیر بابت وصولی چندہ مسجد احمدیہ جموں کا اعلان کیا گیا تھا لیکن بعض وجوہ کی بناء پر یہ دورہ فی الحال ملتوی کر دیا گیا ہے۔ نئی تاریخوں کا اعلان بعد میں کر دیا جائے گا۔

دورہ مکرم چوہدری محمد عارف صاحب ایم اے بطور انسپکٹر وقفِ جدید صوبہ کشمیر

مکرم محمد عارف صاحب مورخہ ۸-۴-۸۴ سے ذیل کی جماعتوں کا بغرض وصولی چندہ وقفِ جدید دورہ شروع کر رہے ہیں رسیدگی کی اطلاع جماعتوں کو ساتھ ساتھ کر دی جائے گی۔ احباب پُورا تعاون فرمائیں:-
آسنور۔ کوریل۔ رشی نگر۔ ناندوجن۔ پیشہ واڑ۔ مانلو۔ موفن نامن۔ ناصر آباد۔ شورت۔ یاری پورہ۔ چک ایمرچھ۔ کاٹھ پورہ۔ نونہتی۔ اسلام آباد۔ ہاری پاری گام۔ سری نگر۔ بانڈی پورہ۔
انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

بہار کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ —!!

مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری مدرس مدرسہ احمدیہ و مکرم مولوی محمد عمر صاحب تیماپوری مبلغ سلسلہ جمشید پور مورخہ ۷ اپریل سے ۱۹ اپریل ۸۴ء تک بہار کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ کر رہے ہیں۔ جماعتیں اِن کے پہنچنے پر تبلیغی و تربیتی جلسوں کا اہتمام کریں۔
ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

FOR BEAUTIFUL AND DURABLE RINGS OF
MADE OF PURE GOLD & SILVER AND ALL TIPES OF ORNAMENTS IN LATEST DESIGNES
PLEASE CONTACT:-
KASHMIR JEWELLERS.
OPPOSITE MASJID AQSA QADIAN — 143516

ہر آن اپنے اس مقدس عہد کو ذہن میں مستحضر رکھئے:-
"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"
(منجانب)
کوہِ نور پرنٹنگ پریس۔ چھتہ بازار۔ حیدرآباد ۲ (آندھرا پردیش)

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے
(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)
منجانب:- احمدیہ مسلم مشن۔ ۲۰۵ نیو پارک سٹریٹ۔ کلکتہ ۷۰۰۰۱۷۔ فون نمبر:- ۴۴۳۴۱۷

اِرشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

"اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ۔" (صحیح بخاری)

ترجمہ:- تم بدگمانی سے بچو۔ کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔

محتاجِ دعا:- یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:- "سب سے بہتر کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔" (مسند احمد بن حنبلؒ)
ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام:- "تمام حقیقتوں کا سرچشمہ قرآن ہے۔" (ملفوظات جلد پنجم)

پیشکش:-
محمد امان اختر۔ نیاز سلطان۔ پارٹنرز:-

ملیان ووڈس

۳۱- سیکنڈ مین روڈ
سی آئی ٹی کالونی
مدراس - ۶۰۰۰۰۴

فون نمبر- ۷۸۰۶۹۴

کوہِ نور ویلج اِنڈسٹریز ایسوسی ایشن

بھارت میں اعلیٰ قسم کی دیاسلائی بنانے والے دو مشہور ٹریڈ مارک

"No.2 DELUX QUALITY" — اَور — "AMBER"

پتہ:- نمبر ۶۵۷-۸-۱۸ عیدی بازار- حیدرآباد- ۵۰۰۰۲۳

"دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑی جدوجہد سے حاصل کرو۔"

AHMAD & CO.

268, ARCOT ROAD, MADRAS-24. PHONE NO. 420381.

STOCKIST OF :-
- SHALIMAR PAINTS.
- ASIAN PAINTS.
- GARWARE PAINTS.
AND
- SUPER SNOWCEM

DEALERS IN:-
- HARDWARE PIPES FITTING
AND
- SANITARY WARES
ECT.

ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔

(از کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS.

NO. 6, ALBERT VICTOR ROAD, FORT.

GRAM:- MOOSA RAZA
PHONE:- 605558. } BANGALORE-2.

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے۔" ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

اکمل الیکٹرانکس

کورٹ روڈ- اسلام آباد (کشمیر)

کڈلک الیکٹرانکس

انڈسٹریز روڈ- اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو- ٹی وی- اُوشا پنکھوں اور سلائی مشینوں کی سیل اور سروس۔

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ششم ص۳۱)

فون نمبر ۴۲۹۱۶ — ٹیلیگرام: سٹاربون

سٹاربون مل اینڈ فرٹیلائزر کمپنی

سپلائرز:- کرشڈ بون۔ بون میل۔ بون سینیوس۔ ہارن ہوفس وغیرہ

(پتہ)

نمبر ۲۴۰/۴/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن- حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

حیدرآباد میں — فون نمبر ۴۲۳۰۱

لیلینڈ موٹر گاڑیوں

کی اطمینان بخش، قابلِ بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز

مسعود احمد ریپیرنگ ورکشاپ (آغاپورہ)

۱۶-۱-۴۸۷ سعید آباد- حیدرآباد (آندھرا پردیش)

"اپنی خلوت گاہوں کو ذکرِ الٰہی سے معمور کرو!"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

NR ®

CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:-

آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے

افضل الذکر لآ الٰہ الا اللہ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ۔ کلکتہ ۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

PH. 275475 }
RESI. 273903 } CALCUTTA -700073.

"الخیر کلّہٗ فی القرآن"

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA

PHONE No. 23-9302

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA – 700072.

"مومن" کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔"

(ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

(پیشکش)

کوئنک بیٹری سروس

نزد عابد سرکل۔ نظام شاہی روڈ۔ حیدرآباد-۵۰۰۰۰۱

"میں وہی ہوں

جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا۔"

("فتح اسلام" صفحہ تصنیف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

(پیشکش)

لبرٹی بوٹ ہاؤس

نمبر ۵-۲-۱۸ فلک نما حیدرآباد-۵۰۰۲۵۳

"محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش:- سن رائز ربر پروڈکٹس ۲ تپسیا روڈ۔ کلکتہ ۷۰۰۰۳۹

SUNRISE RUBBER PRODUCTS

2 – TOPSIA ROAD, CALCUTTA – 700039.

"AUTOCENTRE" :- تار کا پتہ

23-5222 }
23-1652 } ٹیلیفون نمبر

آٹو ٹریڈرز

۱۶ مینگو لین۔ کلکتہ-۷۰۰۰۰۱

HM ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار HM

برائے :- ایمبسڈر ● بیڈفورڈ ● ٹریکر

SKF بال اور رولر ٹیپر بیرنگ کے ڈسٹری بیوٹر —!!

ہر قسم کی ڈیزل اور پٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصلی پرزہ جات دستیاب ہیں!

AUTO TRADERS

16 – MANGOE LANE, CALCUTTA – 700001.

ہر قسم اور ہر ماڈل کے

موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے

آٹو ونگس

AUTOWINGS,

32, SECOND MAIN ROAD.

C.I.T. COLONY

MADRAS – 600004

PHONE NO. 76360.

پرفیکٹ ٹریول ایڈس

PERFECT TRAVEL AIDS

D/No. 2/54 (1)

MAHADEVPET

MADIKERI – 571201

(KARNATAK)

رحیم کاٹج انڈسٹریز

RAHIM COTTAGE INDUSTRIES

17-A, RASOOL BUILDING.

MOHAMEDAN CROSS LANE

MADANPURA

P.O. BOX :4583.

BOMBAY – 8.

ریگزین۔ فوم۔ چمڑے۔ جینس اور ویلویٹ سے تیار کردہ بہترین۔ معیاری اور پائیدار سوٹ کیس بریف کیس۔ سکول بیگ۔ ہینڈ بیگ (زنانہ و مردانہ)۔ ہینڈ پرس۔ منی پرس۔ پاسپورٹ کور۔ اور بیلٹ کے مینوفیکچررس اینڈ آرڈر سپلائرز!!

Regd No P. GDP-3

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

5th APRIL 1984

Price Rs.1-25

BANI ®

موٹر گاڑیوں کے ربر پارٹس

ESTABLISHED 1956

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

AUTOMOTIVE PARTS MANUFACTURERS

HEAD OFFICE : ***BANI HOUSE*** 56 TOPSIA ROAD (SOUTH)
CALCUTTA 700 046 PHONE : 43-5206 43-5137
CITY SHOWROOM 5 SOOTERKIN STREET CALCUTTA 700072 PHONE : 23-1574 CABLE: ***AUTOMOTIVE***

طالبانِ دعا :- ظفر احمد بانی، مظہر احمد بانی، ناصر احمد بانی و محمود احمد بانی
پسران میاں محمد یوسف صاحب بانی مرحوم و مغفور